کبیر صاحب

مؤلفہ

پنڈت منوہر لال زُتشی

الہ آباد

ہندوستانی ایکاڈیمی، یو - پی

۱۹۳۰ ع

Published by
The Hindustani Academy, U. P.,
Allahabad.

First Edition.
Price, Rs. 2/-

Printed by Rashid Khan
at the Minerva Press,
Daryabad, Allahabad.

فہرست مضامین

مذہب

مذہب عالمگیر ہے اور اُس کی سیکڑوں قسمیں ہیں -
مشرق کے حکیم اور مغرب کے فلسفی اس کی تعریف
مختلف الفاظ میں کرتے ہیں ، اور اپنے بیانات میں بڑی بڑی
باریکیاں پیدا کرتے ہیں - میرے نزدیک اُن باریکیوں میں
پڑنا اور ان کی مو شگافیاں کرنا عبث ہے - سیدھے سادھے طور
پر یوں کہئے کہ مذہب کے معنی ہیں احساس ہونا ایسی
قوت یا قوتوں کا جو انسان سے بالاتر ہیں - جو اُس کو نفع
اور ضرر پہونچا سکتی ہیں ، اور جن سے نفع حاصل کرنے کے
لئے اُن کو خوش رکھنا اور ضرر سے بچنے کے لئے کوئی ایسا
فعل نہ کرنا جس سے وہ ناخوش ہوں اس کے واسطے لازم ہے -
تاریخ اور تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب نے دنیا میں
طرح طرح کی صورتیں اختیار کی ہیں - کسی زمانہ میں
کچھ تھا ، اور کسی زمانہ میں کچھ - ایک ملک میں اس
کی ایک ہیئت ہے اور دوسرے ملک میں دوسری - کہیں
چاند ، سورج ، سیاروں اور ستاروں کی پرستش ہوتی ہے کہیں
بت اور تصویریں پوجی جاتی ہیں - کوئی گروہ پہاڑوں اور
دریاؤں کو متبرک خیال کرتا ہے ، کوئی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتا
ہے ، کوئی تثلیث کو مانتا ہے ، کوئی توحید کا قائل ہے - کیا
عجب ہے کہ پہلے پہل آفتاب کی جہانگیر روشنی اور گرمی ،
چاندنی کی ٹھنڈک اور سرور ، تاروں بھری رات کے دلکش

منظر، بجلي کي چمک، اور بادل کي گرج سے متاثر ہوکر انسان نے اجسام فلکي کو مثل اپنے جاندار اور اپنے سے قوي‌تر سمجھ‌کر ان سے نفع حاصل کرنے اور اُن کے ضرر سے بچنے کے لئے اُن کي پرستش شروع کي ہو - ایک فرنگي حکیم کي رائے ہے کہ مذہب کي ابتدا خواب سے ہوئي - خواب کي حالت میں خواب دیکھنے والا اپنے مقام سے دور دور ہو آیا، جب جاگا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے خواب کا حال بیان کیا - اس کے ساتھیوں نے اُسے بتایا کہ اس کا جسم جہاں وہ سویا تھا وهیں موجود تھا - اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ جسم کے علاوہ کوئي اور چیز بھي ہے جو خواب کي حالت میں جسم سے باہر نکل کر جاتي ہے اور گھوم پھر کر جسم میں واپس آ جاتي ہے - اس چیز کا نام روح رکھا گیا - جب روح ہمیشہ کے واسطے جسم سے الگ ہو جائے اور پھر واپس نہ آئے تو اس حالت کا نام موت ہے - سوسائٹی کے نظام کي مناسبت سے روحوں میں بھي مدارج قائم کئے گئے - جس سردار یا بادشاہ سے اس کے تابعین خوف کھاتے ہیں، اس کي روح بھي ان کي روحوں سے زیادہ طاقتور ہوگي اور اس میں فائدہ اور نقصان پہونچانے کي قابلیت بھي زیادہ ہوگي - لہذا عوام کے لئے لازم ہے کہ اگر زندگي میں اُس سے خوف کھاتے تھے اور اس کي خدمت کرتے تھے تو مرنے کے بعد اس کي روح کو پوجیں - اس خیال سے رفتہ رفتہ ایک ایسي پُر ہیبت اور پُرشکوہ روح کا تصور پیدا ہوا ہوگا جو سارے عالم پر محیط ہے اور کل دنیا کا نظام جس کے قبضہ میں

ہے - اس قسم کے خیالات تو ان لوگوں کے ہیں جو مذہب
کو بھی انسان کے دل و دماغ کا ایک کرشمہ خیال کرتے ہیں
جس طرح سوسائٹی کے قواعد ترتیب دئے گئے، قانوں بنائے
گئے، حکومت کے دستور قائم ہوئے - اسی طرح مختلف زمانوں
میں، مختلف ملکوں میں، مختلف مذہب پیدا ہوئے - کہا
گیا ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی شبیہ کے مطابق بنایا -
ان حکیموں کا خیال ہے کہ انسان اپنے معبود کو اپنے خیال
کے مطابق خلق کرتا ہے - جس گروہ کی تہذیب اور تحقیق
جس درجہ پر ہوگی، جس طرح کے اس کے رسم و رواج ہوں گے،
جن خوبیوں کی اس میں قدر و منزلت ہوگی، اسی قماش
کا معبود اس کا دماغ خلق کرےگا -

دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ نہیں، مذہب ایک خدا
داد شے ہے، انسان کے فہم اور دماغ سے بالاتر - خداوند ازل نے
مختلف زمانوں میں مختلف قوموں میں اپنے پیمبر بھیجے -
ان پیمبروں کو الہام کے ذریعہ سے رموز الہی کا علم بخشا گیا،
اور انہوں نے اپنے پیام دنیا کو سنائے - مذہب کے حقائق فراست
انسانی کے اخذ کئے ہوئے نہیں ہیں، اور اسی وجہ سے انسانی
آئین یا دستور کی طرح تغیر پذیر نہیں ہیں - مذہب خدا
کی طرف سے بھیجی ہوئی چیز ہے جو اٹل اور آمت ہے - اس کا
سلسلہ ازل سے ابد تک قائم ہے اور اس میں عقل انسانی کو
دخل نہیں - نکتہ چیں اس میں شاخسانے نکالتے ہیں -
اتنے مذہب پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ایک مذہب
جاری ہوا، پھر حکم الہی سے وہ منسوخ ہوکر اس کی جگہ دوسرا

مذہب جاري کيا گيا - يہ کيوں ؟ اس کا کيا ثبوت ہے کہ
ہر زمانے ميں اور ہر گروہ انسان ميں پيمبر بھيجے گئے ؟
اگر يہ کہا جاتا ہے کہ ايک خاص زمانہ ميں خدا نے ايک
خاص مذہب جاري کيا اور وھي مذہب برحق ہے اور اس
سے انکار کرنے والا کافر ہے، تو ان لوگوں کا کيا حشر ہوگا جن تک
وہ پيام پہونچا ھي نہيں ؟ وغيرہ، وغيرہ - خدائي مذہب
کے طرفدار ايک حد تک ان اعتراضوں کا جواب دليل اور
منطق سے ديتے ہيں اور آخر ميں معترضين کو يہ کہ کر
خاموش کر ديتے ہيں کہ احکام الہي ميں چون و چرا کي
گنجائش نہيں، مذہب ادراک انساني سے بالاتر ہے، عقل انساني
محدود ہے اور رموز الہي کے سمجھنے سے قاصر - يہ وہ کوچہ
ہے جس ميں اطاعت اور خاموشي کے سوا دم مارنے کي
مجال نہيں -

مگر ايک دقت پھر بھي باقي رہتي ہے - اگر ان بزرگوں
کے فرمانے کے مطابق مذہب کو خداداد مان ليا جائے اور
ويد، انجيل، قرآن، وغيرہ کو کلام الہي سمجھا جاے، تو بھي
کلام الہي کے معني اور مطلب سمجھنے کے لئے انسان کے پاس سوائے
اُس محدود اور ناقص عقل و فہم کے اور کوئي دوسرا
ذريعہ نہيں - کلام الہي تو نازل ہوا، مگر اس کے ساتھ اُس کي شرح
تو نہيں نازل ہوئي، اور اگر ہوتي بھي، تو جو دقت کلام
الہي کے سمجھنے ميں پيش آ رہي ہے وہي اس کي شرح
کے سمجھنے ميں پيش آتي - ويد اور قرآن کلام الہي
ہوں، مگر ويد کے کس منتر کے کيا معني ہيں اور قرآن

کي کس آيت کا کيا مطلب هے ' يه کون بتائےگا - شايد اسي دقت کو دور کرنے کے لئے عيسائيوں کے رومن کيتھولک گروہ نے يه آئين قائم کيا کہ انجيل کے معني اور مطلب سمجھنا هر انسان کا کام نهيں ' جو معني چرچ يا يوں کهئے کہ پاپائے روم کی طرف سے بتائے جائيں وهي مستند هيں اور ان کو ماننا لازم هے - ليکن اصل دقت اس سے بھي رفع نه هوئی - پوپ بھي انسان هے ' اور اس وجه سے فاني - ايک پوپ جاتا هے دوسرا آتا هے - اس واسطے ان کے احکام ميں اختلاف هو سکتا هے - پھر يه کہ جو معني و مطلب چرچ يا پوپ کی طرف سے بيان کئے جاويںگے ان کو کون سمجھےگا ؟ غرضکہ کلام الهي کے ماننے والوں کو بھي عقل انساني کي جانچ پرتال سے مفر نهيں اور خدا کا فرمانبردار سے فرمانبردار بندہ بھي اپنے فهم و درک سے بےنياز نهيں هو سکتا -

يهي وجه تو هے کہ هر مذهب کے پيرو فريق در فريق اور گروہ در گروہ پاشان و پريشان نظر آتے هيں - ويد تو ايک هے ' پھر چھ شاستر کيوں ؟ شيوي ' شاکت اور ويشنو کي تفريق کس واسطے ؟ سناتن دھرميوں اور آريه سماجيوں کی معرکه آرائی کا کيا سبب ؟ قرآن ايک هے ' مگر معتزله اور اشاعرہ کے خونريز جھگڑوں سے اسلامي تاريخ کا کون پڑھنے والا واقف نهيں ؟ شيعه اور سني کا اختلاف آج بھي موجود هے - کوئي مقلد هے ' کوئي غير مقلد ' کوئی آغا خانی هے ' اور کوئي اثنا عشري - اسلام ايک هے ' مگر اس ميں بهتّر فرقے هيں ' اور اب شايد اس سے بھي کچھ زيادہ - حافظ نے سچ کها هے :

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

حضرت عیسیٰ کي تلقین انجیل سے واضح ہے ' مگر انجیل کو کلام الہي ماننے والے عیسائیوں کے سیکڑوں گروہ ہیں ' اور لطف یہ ہے کہ ہر مذہب کا ہر گروہ اپنے تئیں راز الہي کا آمین سمجھتا ہے اور اپنے سوا سب کو گمراہ جانتا ہے ' حتیٰ کہ ایک زمانہ میں اپنے ہی مذہب والوں کو اگر وہ ایک خاص فرقہ اور گروہ سے الگ ہوں قتل کرنا اور زندہ جَلانا ثواب سمجھا جاتا تھا - کہتے ہیں کہ انسان ایک جنگجو جانور ہے ' لڑائي جھگڑا اس کي فطرت میں ہے - ایک مشرقي حکیم کا قول ہے کہ زن ' زمین اور زر یہي تین چیزیں شر و فساد کا باعث ہیں - بادشاہوں کے جنگ و جدل کي خونین داستانیں اور اقوام دنیا کے تصادم کي ہولناک کہانیاں زباں زد خلائق ہیں ' لیکن تاریخ عالم شاہد ہے کہ جتني خونریزي دنیا میں مذہب کے نام سے ہوئي ہے اس سے زیادہ شاید کسی اور وجہ سے نہ ہوئي ہوگي -

مدعا اس سب کا یہ ہے کہ مذہب الہامي ہو یا انسان کے دماغ کا اختراع ' اس کے اصول کي تشریح ' اس کے معاني اور مطالب کا سمجھنا ' اس کے احکام کي پابندي ' ان سب کا انحصار انسان کی عقل اور فہم پر ہے - یہي وجہ اختلاف مذاہب کی ہے ' اور یہي بنا مذہب کے ارتقا کي - تاریخ بتاتي ہے کہ تغیر اور تبدل ' آگے بڑھنا اور کبھي کبھي پیچھے ہٹنا ' انساني تمدن اور انساني تہذیب کا جزو ہے - کسي خاص

زمانہ میں انسانوں کا ایک گروہ اپني ضروريات کے پورا کرنے کے واسطے ایک خاص تمدن یا تہذیب قائم کرتا ھے' سوسائٹي کے مدارج قرار پاتے ھیں' قانون بنتا ھے' علوم و فنون رائج ھوتے ھیں' ملکداری کے دستور اور سیاست کی پالسي قائم ھوتي ھے - سو دو سو برس تک سوسائٹي اس تمدن کے زیر فرمان کام کرتي ھے - ایک زمانہ گزرنے کے بعد اس بات کا احساس شروع ھوتا ھے کہ اب اس تمدن میں تبدیلي کي ضرورت ھے - جس طرح جواني میں بچپن کے کپڑے ٹھیک نہیں ھوتے اسي طرح انساني دماغ اور انسانی اخلاق ترقي کرکے مروجہ تمدن کي حد سے آگے نکل جاتے ھیں - اس کا احساس پہلے عوام کو نہیں بلکہ خواص کو ھوتا ھے' روشن دماغ اور ذکي الحس افراد قوم اس تغیر کو محسوس کرتے ھیں اور ان میں بےچیني شروع ھوتي ھے - مگر انسان عادت کا غلام ھے - جو ھمارے بزرگوں نے سمجھا اور کیا وھي ھمارے واسطے بھي کافی ھے - نظام دنیا جس طرح پہلے تھا اسی طرح اب بھي ھے اور ویسا ھي آیندہ بھي رھےگا - خیالات اور عادات کا بدلنا تکلیف‌دہ ھے - اسي وجہ سے اصلاح کرنے والوں کي ھمیشہ عوام کی طرف سے مخالفت ھوتي ھے - حضرت عیسیٰ کو سولي دی گئي - رسول عربي کو جلا وطن ھونا پڑا' سوامي دیانند کو زھر دیا گیا - مگر چونکہ تبدیلي اور اصلاح کا تقاضا فطرت انساني اور قانون قدرت کي طرف سے ھوتا ھے اس واسطے مخالفت کے باوجود نئے خیالات کي اشاعت ھوتی رھتي ھے اور نئے پیشوا کے پیرووں کي تعداد میں روز بروز اضافہ ھوتا جاتا

ھے ' حتی کہ قرنوں اور بعض اوقات صدیوں کي کشاکش کے
بعد اصلاح‌پسند گروہ سوسائٹي کا نیا آئین اور نیا دستور
بنانے میں کامیاب ھوتا ھے - یہي راز ھے انساني ترقي کا ' اور
یہي معني ھیں اس بے چیني اور کشمکش کے جو ھر متمدن
قوم کي تاریخ میں نظر آتي ھے - مذھب کا ارتقا اس کلیہ سے
خارج نہیں ھے - اور ھندو مذھب کي تاریخ میں اس ارتقا
کے مدارج صاف نظر آتے ھیں - ویدوں کے رشي اور شاستروں
کے بنانے والے ' گوتم بُدھ اور شنکر آچارج ' رامانُج اور
رامانند ' کبیر ' نانک ' چیتن ' اور تکا رام ' تلسي‌داس اور سورداس '
راجہ رام موھن راے ' اور سوامي دیانند ایک ھي زنجیر کي کڑیاں
ھیں - جن اصلاحوں کي آج ضرورت محسوس ھوتي ھے ' جو
سوشل ' مذھبي ' یا ملکي تبدیلیاں لوگ کرنی چاھتے ھیں '
اُن کي ضرورت اور بے ضرورتي ' حسن و قبح سمجھنے کے لئے
اس بات کا سمجھنا لازمي ھے کہ اس زمانہ سے پہلے اس ملک
کے مصلحان قوم کو کیا کیا دقتیں پیش آئي تھیں ' اور انھوں
نے اپنے زمانہ کے عقدوں کو کس طرح حل کیا تھا - اسي کے
ساتھ ساتھ یہ بھي معلوم ھو جائے گا کہ ھماری قوم کي
فطرت بہ حیثیت قوم کے کیسي ھے ' اس کا مزاج کس
طرح کا ھے ' اور نئے خیالات اور نئے اصولوں کو کس شکل اور کس
قالب میں قبول کرنے کے لئے وہ آسانی سے آمادہ ھو سکتي ھے -

مشکل یہ آ پڑي ھے کہ فرنگیوں کے اقبال ھیبت اور
یورپ کي برتري کا نقش ھمارے مغلوب اور افسردہ دلوں پر
کچھ ایسا بیٹھ گیا ھے کہ اپنے یہاں کي کوئي چیز بھاتي

هي نہیں اور اپنے دیس کا بڑے سے بڑا آدمی مغربي تہذیب کي میزان میں سبک نظر آتا ھے - غضب یہ ھے کہ تعلیم یافتہ اور پڑھے لکھے ھندوستاني اپني زبان' اپنے مذھب' اور اپني تہذیب سے نہ صرف بے خبر ھیں بلکہ مشرقي حکمت اور مشرقي تمدن کو قابل التفات ھي نہیں سمجھتے - آج ایک گروہ ایسا بھي پیدا ھو گیا ھے جو سیاسي شورش اور سیاسي مخالفت کي بنا پر انگریزوں سے سخت ناراض ھے' مگر دل اور دماغ دونوں پر ایسا چوکھا مغربي رنگ چڑھا ھوا ھے کہ انگریزوں سے منافرت کے پردے میں بھي مغربي اداؤں کي جھلک نظر آتي ھے' اور انگریزوں کو گالیاں بھي دي جاتي ھیں تو مغربي لہجہ میں - انگریزوں کے خلاف غم و غصہ کا اظہار ھوتا ھے' مگر اپني چیزوں سے اب بھي وھي مغائرت ھے اور اپنے بزرگوں کے کارناموں اور اپنے اسلاف کي سحرکاریوں سے اب بھی وھي لا علمی ھے جو پہلے تھي -

جیسا کہ میں عرض کر چکا ھوں' ھندؤوں کي تاریخ سے ظاھر ھوتا ھے کہ ان کے یہاں قریب قریب ھر زمانہ میں ایسے روشن دماغ اور عالي خیال بزرگ پیدا ھوتے رھے ھیں جو معینہ شاھراہ سے ھٹ کر چلتے تھے' فرسودہ خیالات کی گتھیوں کو سلجھانے کي کوشش کرتے تھے اور رسم و رواج' ریاکاري اور مذھبي نمائش کي بیڑیوں کو کاٹ کر آزادہ‌روي اور حق پرستي کي تلقین کرتے تھے - میرے خیال میں اس برگزیدہ گروہ میں کبیر صاحب کا درجہ نہایت ممتاز ھے' اور اسي وجہ سے

میں نے ان کے سوانح اور ان کی تلقین کے متعلق کچھ عرض کرنے کی جرات کی ہے -

هندو مذهب کا اِرتقا

سائنس کے ماہر کہتے ہیں کہ کرۂ زمین کو وجود میں آئے ہوئے کروڑوں برس ہو گئے اور حضرت انسان اس پر لاکھوں برس سے آباد ہیں - متمدن اقوام کے پاس جو تحریری دستاویزیں ہیں وہ چند ہزار برس سے زیادہ کي نہیں، مگر انسان نے ان سے پہلے کي حالت کا بہت کچھ کھوج لگایا ہے - پراني عمارتیں پرانے سکے اور کتبے زمین کے نیچے دبے ہوئے پرانے شہروں کے کھنڈر حتی کہ زبان انساني کے الفاظ، ان سب کی جانچ پرتال کي جاتی ہے، اور ان کو میزان عقل میں تول کر مختلف اقوام کي تہذیب اور شائستگي کے متعلق نتائج اخذ کئے جاتے ہیں - فرنگي حکیموں نے ایشیا اور یورپ کي مختلف زبانوں پر جب غور کیا تو ان کو معلوم ہوا کہ سنسکرت، فارسي، یوناني، لاطیني اور جرمن زبانوں میں بہت سے الفاظ ہیں جو اس قدر ملتے جلتے ہیں کہ وہ ایک ہي ماں کي اولاد معلوم ہوتے ہیں - کوئي زمانہ ہوگا کہ جب آرین قوم جس کي یہ مختلف شاخیں ایشیا اور یورپ میں آباد ہیں، وسط ایشیا میں رہتی تھی اور وہیں سے مختلف ممالک میں پھیلی - اس قوم کی سب سے پراني دستاویز رِگ وید ہے جو ہندوستان کے آریوں کے پاس محفوظ ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آریہ افغانستان سے گذرکر پنجاب میں آباد ہوئے تو وہ شایستگي اور

تمدن کے اکثر مراحل طے کر چکے تھے - ان کے مذہب میں مظاہر قدرت کو دیوتاؤں کا درجہ دیا گیا تھا - ان کو وہ انسان سے بہتر اور برتر سمجھتے تھے اور اپنا یار و مددگار خیال کرتے تھے - وہ ان دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے، اور ان سے اپنے دشمنوں پر فتح پانے کے واسطے اور اپنے جاہ و عروج کے لئے دعائیں مانگتے تھے - رِگ وید کے بعض منتروں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کرنےوالا اس وقت ایک خاص دیوتا کو جس کی وہ عبادت کر رہا ہے سب سے افضل سمجھتا ہے، اور اتنی دیر کے واسطے وہ اور دیوتاؤں کے وجود کو بھول جاتا ہے - اُن کے دیوتاؤں کی کثرت میں بھی وحدت کا راز مخفی تھا - رِگ وید میں ایسے منتر موجود ہیں جن میں محض ایک وحدہ لا شریک ذات کا ذکر ہے، اور اس کو سب سے اعلیٰ اور کل کائنات کا خالق قرار دیا گیا ہے - عبادت کے ذرائع غالباً دو تھے، ایک تو دیوتا کی ثنا و صفت اور اس کی درگاہ میں اپنی حاجتوں کا اظہار، دوسرے یگ - یگ ہندؤوں کی پوجا کا نہایت ممتاز جزو ہے، اور اس کا رواج ہندؤوں میں اِس وقت تک ہے - یوں تو ہر دنیادار کے واسطے یگ لازم تھا اور مذہب کا جزو لاینفک، مگر تہذیب اور ثروت کی ترقی کے ساتھ بعض ایسے یگ بھی وجود میں آئے جن کے کرنے کے لئے بڑے ساز و سامان کی ضرورت ہوتی تھی اور جو صرف راجہ مہاراجہ ہی کر سکتے تھے - مثلاً راجسویہ یگ، یعنی جشن شاہنشاہی یا اَشْوَمیدھ یگ جس

میں گھوڑے کي قرباني کي جاتي تھي - مذهبي رسوم کا
ادا کرنا تو هر آریه کا فرض تھا - مگر جوں جوں تمدن کي
ترقي کے ساتھ مذهبي رسوم طویل اور پیچیده هوتے گئے
ان کا ادا کرنا مشکل هوتا گیا - دنیاداروں کو دنیا کے
بکھیڑوں هي سے فرصت کہاں کہ وہ هر رسم کي توضیح اور
تفصیل یاد رکھیں - آگ کس طرح روشن کرني هے ' قرباني
کب اور کس طرح کي جائےگي ' کس وقت اور کس آواز سے
کون سا منتر پڑھا جائےگا ' کون سي دعا کس وقت کار آمد
هوگي ' اِن باتوں کو سمجھنا اور یاد رکھنا اور ضابطه اور
قاعده سے انجام دینا هر شخص کے امکان میں نه تھا - اس
کمي کو پورا کرنے کے لئے برهمنوں کا گروه پیدا هو گیا
جن کے سپرد یه مذهبي خدمت کی گئي ' اور جن کا یه
فرض قرار دیا گیا کہ وہ مذهبي عقاید اور مذهبی علوم
کے ماهر هوں' اور مذهبي رسوم کو صحیح طریقه سے
ادا کر سکیں - هر فرد قوم کے لئے ' چاهے وہ راجه هو یا
پرجا ' یه ضروري هو گیا کہ وہ رسوم مذهبي کے ادا کرنے
میں برهمنوں سے مدد لے اور ان کي هدایت پر عمل
کرے - هر علم اور هر فن بلکہ یوں کہئے کہ دنیا کے
هر کام میں مبصروں (experts) کي نخوت اور " دراز
دستي " مشہور هے - یه تو مذهب کا معامله تھا -
تعجب کي کیا بات هے اگر برهمنوں نے مذهب کے
تقدس کو اپني ذات میں منتقل کر لیا اور اپنے تئیں
خالق کائنات کا رازدار اور نوع انسان کا شفیع سمجھنے لگے ؟

صدیاں گذر گئیں، جُگ بیت گئے، اور جو حشر ہر انسانی دستور کا ہوتا ہے وہی اس کا بھی ہوا، یعنی وہ دل کی صداقت اور مَن کی لگن جس کا اظہار ان ذرائع پرستش سے ہوتا تھا گھٹنے لگی، اور ان پر تصنع کا رنگ چڑھنے لگا، پوجا پاٹھ، ہَوَن اور یگ لوگ کرتے تھے، مگر رسم و رواج کی بنا پر، یا اپنی امارت کے اظہار کے واسطے جن کے سینہ میں دل تھا اور دل میں سچا مذہبی ولولہ تھا وہ یہ محسوس کرنے لگے کہ چھلکے کے اندر مغز باقی نہیں رہا اور خالی چھلکا ان کے درد کی دوا نہیں - ان بزرگوں نے ایک دوسرا راستہ گیان کا قائم کیا اور یہ سکھایا کہ موکش یا نجات کا ذریعہ ہے برھم گیان یا علم الٰہی کا حاصل کرنا اور اپنی اور اپنے معبود کی حقیقت کو پہچاننا - گیان حاصل کرنے کے لئے لوگوں نے ریاضت یا تپ شروع کیا، اور رفتہ رفتہ تپ کو وہی مرتبہ حاصل ہو گیا جو کسی زمانہ میں یَگ کو حاصل تھا - دنیا سے مُنھ موڑ کر جنگل میں چلا جانا اور "تپسیا" ریاضت میں عمر گزارنا برگزیدہ اور مذہبی آدمیوں کا یہی مآل زندگی قرار پایا - اِس کا بیان اُپنشدوں میں نہایت وضاحت سے ملتا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے ایک بڑے گروہ میں ان امور پر غور کرنے کی قابلیت اور شوق پیدا ہو گیا تھا - ہم کیوں پیدا ہوئے؟ کہاں سے آئے؟ کہاں جا رہے ہیں؟ انسانی زندگی کا کیا مآل ہے؟ اور حصول نجات کی کیا تدابیر ہیں؟ کرم کا کیا اثر ہے؟ مایا کے کیا معنی ہیں؟ آوا گون کے

چکر سے کس طرح آزادي مل سکتی ہے ؟ یہ سب سوال ان کے سامنے تھے، اور جس فراست اور معقولیت کے ساتھ انھوں نے ان مسائل پر بحث کي ہے جیسي بلند اور دیرپا پرواز ان کي بُدھي* کي تھي، اور جس طرح وہ برھم گیان کے آسمان سے تارے توڑ کر لائے ھیں وہ انھیں کا حصہ ہے - یورپ والے ان کے عقائد کو مانیں یا نہ مانیں مگر مذھب اور فلسفہ کے صحراے ناپیدا کنار میں ان کی تحقیق اور تجسس کي داد علماے فرنگ بھي دیتے ھیں، اور جو کچھ وہ سکھا گئے ھیں اس کا چرچا آج بھی غیروں کی محفل میں ہے -

آخرکار قانون قدرت کا عمل ایک مرتبہ پھر ھوا اور جو تپ معبود حقیقي کے پہچاننے اور نجات حاصل کرنے کے واسطے کیا جاتا تھا وہ محض دکھانے کے لئے یا حصول نام و نمود کے لئے کیا جانے لگا، مغز مفقود ھو گیا، اور کُتّے ھڈیاں چچوڑتے رہ گئے - لہذا اصلاح و ترمیم کي ضرورت محسوس ھوئي اور مہاتما گوتم بُدھ کی تعلیم و تلقین کي نوبت آئي -

اس سے قبل کہ مہاتما بُدھ کا ذکر کروں مناسب معلوم ھوتا ہے کہ ایک بات کہہ دوں - آریوں میں برھمن اور چھتري یہ دونوں اونچي ذاتیں مانی جاتي ھیں - آریوں کي قوم میں عوام کا نام ویش تھا - برھمنوں اور چھتریوں

* عقل سلیم -

کا شمار خواص میں تھا - رفتہ رفتہ برہمنوں نے مذہبی تقدس کی بنا پر اور اسرار الہی کے امین کی حیثیت سے اپنا درجہ چھتریوں سے بڑھا لیا - مگر کتب مذہبی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ درجہ ان کو آسانی سے نہیں حاصل ہوا - چھتری عابد اور زاہد برہمنوں کے ساتھ ساتھ اس کوچہ میں گامزن تھے، اور برہم رشی اور راج رشی کا مقابلہ تھا - بسوامتر اور بششت کے قصہ سے کون ہندو واقف نہیں؟ پرس رام نے ناخوش ہوکر چھتریوں کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی، لیکن آخر ان کو راجہ رام چندر جی سے جو چھتری تھے ہار ماننی پڑی - ہندو مذہب اور ہندو فلسفہ کی تاریخ میں کسی برہمن مرتاض، کسی برہمن درویش کا درجہ راجہ جنک سے اونچا نہیں ہے - بڑے بڑے رشی اور مُنی ان کے سامنے زانوے ادب تہ کرتے تھے اور ان کی شاگردی کو باعث فخر سمجھتے تھے - اسی سلسلہ میں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہندوستان قدیم کے دو بڑے پیشوایان مذاہب جو مقررہ راستہ سے ہٹ کر چلے اور جنھوں نے مروجہ عقائد سے الگ اپنے مسلک قائم کئے وہ دونوں چھتری تھے، یعنی بَودھ مت کے بانی گَوتم بُدھ اور جَین مت کے بانی مہاویر -

گَوتم بُدھ کا زمانہ پانچویں صدی قبل مسیح کا زمانہ ہے - یہ کپل وستو کے راجہ کے گھر میں پیدا ہوئے اور راجکماروں کی تعلیم پائی، مگر بچپن ہی سے مَن کو اور ہی لگن لگی ہوئی تھی - باپ نے دنیاداری کی طرف مائل

کرنے کے لئے شادي کر دي - جب لڑکا پیدا ہوا تو گوتم بُدھ نے کہا "یہ ایک بندھن اور بڑھا جسے کاٹنا پڑے گا" - آخر تیس برس کي عمر میں دنیا سے مُنھ موڑ کر جنگل کو سدھارے - اس زمانہ میں علم لدني کے متلاشیوں کے واسطے ریاضت کا طریقہ جاري تھا - انھوں نے بھي اس کو اختیار کیا، مگر کچھ دن بعد بے سود سمجھ کر چھوڑ دیا - خدا کي قدرت دیکھئے کہ ایک دن جب گوتم بُدھ ایک پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوے تھے، ان کے دماغ میں بجلي سي کوند گئي، مایا کي تاریکی دور ہو گئي، اور کائنات کا راز آشکارا ہو گیا - وہ سکون قلب، وہ سرور ابدي، جس کی تلاش میں وہ برسوں سے سرگرداں تھے ایک لمحہ میں حاصل ہو گیا - اس خوشي اور اس مسرت کا کیا پوچھنا ؟ اس کي قدر کچھ وہی سمجھ سکتا ہے جو اس کوچہ میں کبھی دو چار قدم بھي چلا ہو، اور جس نے اس تلاش و تجسس میں اپنا دل و دماغ صرف کیا ہو - اس دن سے گوتم کا لقب بُدھ قرار پایا، جس کے معني ہیں روشن دل اور روشن دماغ - معمولی درجہ کے درویش تو اپني کامیابي پر خوش ہو کر بیٹھ رہتے، مگر گوتم کو تو اپني نجات سے زیادہ دنیاوالوں کي نجات کي فکر تھی - وہ دنیا کے مصائب اور تکالیف، اس کے رنج و غم سے واقف تھے، ان کے سینہ میں دل تھا اور دل میں درد - جب

اُن کو اس بات کا گیان ہوا کہ حصول نجات کے مروجہ طریقے بےکار ہیں، حقیقت اور اِصلیت کچھہ اور ہے، تو ان پر فرض ہوا کہ وہ اپنی باقي عمر اس کي تعلیم و تلقین میں صرف کریں، اور دنیا کو نجات کا صحیح راستہ بتاویں - اور انھوں نے ایسا ھي کیا -

کرم اور آوا گون یا تناسخ کے مسائل پر گوتم بدھہ کي تعلیم کي بنا تھي - جو جیسا کرےگا ویسا پائےگا - اچھے اور برے دونوں طرح کے اُفعال کے نتائج کا بھگتنا لابدي ھے - اور اسي واسطے ھر روح کو بار بار دنیا میں جنم لینا پڑتا ھے - اچھے کرم کے صلہ میں اگر بہشت بھي نصیب ہوئي تو مقررہ مدت کے بعد پھر دنیا میں پیدا ہونا پڑےگا، اور دنیا کے رنج اور خوشي، مسرت اور صعوبت برداشت کرني پڑےگي - اگر غور سے دیکھئے تو جو چیز انسان کو دنیا سے وابستہ رکھتي ھے اور اس کے جھگڑوں سے آزاد نہیں ہونے دیتي وہ "ترشنا" یا خواھش ھے - پس نفس امارہ کا مارنا سب سے زیادہ ضروری ھے - اعتدال کي زندگی سب سے اچھي، نہ نفس امارہ کی غلامي اور نہ اس طرح کي ریاضت جس میں جسم اور جان کو طرح طرح کي ایذا پہونچائي جاے - والدین اور گرو کي اطاعت، اپنے نفس پر قابو، ھر انسان کے ساتھہ مہربانی کا برتاؤ، اور ساري کائنات پر ترحم کي نگاہ، بودھہ مت کے یہ چار خاص اخلاقي اُصول ھیں، اور ان کی پابندي سے وہ اعتدال و

سکون حاصل ہو سکتا ہے جو نِروان یا نجات کا ذریعہ ہے - فلسفي اور حکیم نِروان کے مختلف معنی بیان کرتے ہیں، لیکن فلسفہ اور حکمت کي موشگافیوں کو چھوڑکر نروان کے سیدھے سادھے معني معلوم ہوتے ہیں خواہشات نفساني کو جو رنج و غم، گناہ و عذاب، کا ماخذ ہیں زیر کرنا اور دنیاوي تعلقات کي زنجیر کو توڑ کر روح کو آوا گون کے سلسلہ سے آزاد کر دینا - دنیا نگارخانہ آرزو ہے اور انسان فریب خوردۂ ہوا و ہوس - خواہش یا ترشنا تعلق دنیوي کی جڑ ہے - جب خواہش نہ رہےگي تو دنیا کا تعلق بھی نہ رہےگا - اور جب دنیا کا تعلق نہیں رہا تو روح کو جنم لینے کي ضرورت باقي نہیں رہتی -

اُس وقت مذہب کي زبان سنسکرت تھی، اور آریوں کے اعلیٰ طبقہ کے لئے مخصوص تھی - اور برہمن ہی اس کو سمجھ سکتے تھے اور سمجھا سکتے تھے، مگر گوتم بدھ نے جو کچھ، کہا وہ عوام کی زبان میں کہا، چنانچہ بوَدھ مت کي کتب مقدسہ پالي زبان میں ہیں، جو اُس زمانہ میں مگدھ یا بہار میں رائج تھي - گوتم کي تعلیم عوام کے لئے نہیں بلکہ خواص کے لئے تھي، اور نجات کا راستہ ہر شخص کے لئے بلا قوم یا ذات کي تفریق کے کھلا ہوا تھا - نجات کا وسیلہ یَگ اور تَپ نہیں، بلکہ ہر شخص کا روزمرہ کا چال چلن اور افعال و اقوال قرار دئے گئے - اس کا لازمي نتیجہ یہ تھا کہ ذاتوں کي تفریق کي مذہبي بنیاد ہل گئي، برہمنوں کے تکبر کو سخت

صدمہ پہونچا، اور ان کی فضیلت تقویم پارینہ ہو گئی -
اس وقت بھی جن ملکوں میں بودھ مذہب رائج ہے،
مثلاً لنکا، برھما، سیام، وغیرہ، وہاں نہ ذات کی تفریق ہے،
نہ کھانے پینے کی چھوت چھات، نہ برہمنوں کی طرح
کوئی گروہ جنت کا موروثی دربان اور انسان کا موروثی
شفیع ہونے کا دعویٰ کرتا ہے -

تیسری صدی قبل مسیح بودھ مت کے عروج کا زمانہ تھا -
چندر گپت کا پوتا اشوک اس وقت مگدھ کا راجہ تھا -
اس نے بودھ مت کی اشاعت میں بڑی کوشش کی
جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ مذہب چین اور جاپان، لنکا،
برھما، اور سیام، افغانستان، اور ترکستان تک پھیل گیا - اگر
تعصب اور انانیت کو چھوڑ کر گوش ہوش سے سنئے تو بعض
بڑے بڑے مذاہب میں جو اس وقت ایشیا اور یورپ
میں پھیلے ہوے ہیں بودھ مت کے عقائد اور اس کے
قانون اور دستور کا اثر آواز باز گشت کی طرح آپ کو
سنائی دے گا -

سیکڑوں برس تک یہ مذہب ہندوستان پر غالب
رہا، اور جب اس کا زوال شروع ہوا اور ہندو مذہب
نے عود کیا تو آٹھویں صدی تک دونوں مذہب ساتھ
ساتھ ہندوستان میں جاری رہے، مگر بودھ مت کے بادشاہوں
نے کبھی کسی کو زبردستی اپنے مذہب میں شامل کرنے
کی کوشش نہیں کی، اور نہ کبھی اختلاف مذہب کی
بنا پر خونریزی کی نوبت آئی - ہاں، اگر غور سے دیکھئے

تو یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ بودھ مت کے بعض عقائد اور اصول قوم کے دل و دماغ میں اس طرح سے سرایت کر گئے تھے کہ اس مذہب کے زوال کے بعد وہ ہندو مذہب کا جزو بن گئے، اور آج بھی ان کا اثر ہندوؤں کی مذہبی اور سوشل زندگی پر موجود ہے -

بودھ مذہب کے زوال کے وہی اسباب تھے جو عموماً مذہبوں کے زوال کے ہوا کرتے ہیں - گوتم بدھ کی روحانی تعلیم کو تو لوگ بھول گئے اور اس کی جگہ بدھ کی مورتوں کو پوجنے لگے، معنی اور مطلب فراموش ہو گئے، محض الفاظ کا گورکھ دھندا رہ گیا، اور الفاظ کے اختلاف پر فرقے اور جتھے قائم ہونے لگے - چوتھی صدی عیسوی میں جب گپت خاندان کے راجہ شمالی ہندوستان میں حکومت کرتے تھے اس وقت بودھ مذہب کا زوال اور ہندو مذہب کی نئی زندگی شروع ہو گئی تھی - آٹھویں صدی عیسوی میں شنکراچارج کے اقبال کا ستارہ چمکا اور اس کے وعظ اور تلقین کا یہ اثر ہوا کہ کدارناتھ سے رامیشورم تک اور جگناتھ سے دوارکا تک ہندو مذہب کا ڈنکا بج گیا - مگر جو مذہب اب رائج ہوا وہ قدیم آرین مذہب سے مختلف تھا - ویدوں اور شاستروں کو اب بھی لوگ مانتے تھے اور ان کی عظمت کے قائل تھے، مگر دلوں پر مہابھارت اور رامائن کا سکہ چلتا تھا اور پرانے دیوتاؤں کی جگہ رام اور کرشن کے اوتاروں نے لے لی تھی - اس تبدیلی کے ساتھ بھکتی کے عقیدہ کا رواج ہوا - کرم اور گیان "تپس" اور ریاضت

سے لوگ واقف تھے، اور ان کو برت چکے تھے - اب بھکتی نے لوگوں کے دلوں کو اور دلوں کے جذبات کو اپنی طرف کھینچنا شروع کیا، اور بارھویں صدي سے سولھویں سترھویں صدي تک جو مذهبي پیشوا هوے انھوں نے نہایت زور شور سے اسي عقیدہ کو سراھا اور اس کی اشاعت کي - شمالي هندوستان میں رامانند اور ان کے چیلے کبیر، تلسي داس اور سور داس، بنگال میں چیتن، پنجاب میں نانک، اور دکن میں تکارام اس بھکتي کے مذهب کے رواج دینے والے تھے - چونکہ اس تحریک کے موجد اور اشاعت دینے والے اکثر ویشنو تھے اس واسطے هندوستان میں یہ تحریک انھیں کے نام سے موسوم ھے، اور انگریزي مؤرخ بھي اس کو ویشنوازم کہتے ھیں -

یہ بھکتی کي تحریک گیتا کے زمانہ سے شروع هوتي ھے - بھکتي وھي چیز ھے جس کو صوفي عشق الٰہی کہتے ھیں - کرم کانڈ کے پوجا پاتھہ اور گیان مارگ کے بکھیڑوں سے بھکت یکساں آزاد ھے - محض محبت کا جذبہ اس کے واسطے کافي ھے، اور اس کو وہ دنیا اور آخرت کا سرمایہ سمجھتا ھے - مآل زندگی تو اس کا وھي ھے جو هر هندو کا ھے، یعني آوا گون کي قید سے آزاد هوکر موکش یا نجات حاصل کرنا - لیکن اس کے حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس بس ایک بھکتي کا ذریعہ ھے جو اس کی ساري روحاني زندگي پر حاوي اور محیط ھے، اور جس کے کیف و سرور پر وہ بے تامل دنیا اور عقبیٰ کو قربان کرنے کو تیار ھے -

جس تحریک کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ کئي باتوں میں اس تحریک سے ملتی جلتي ہے جو سولهویں صدي میں پروتستنٹزم کے نام سے یورپ میں جاري هوئي تهی - یورپ میں پاپاے روم کو یہ دعویٰ تها کہ مذهب کے معاملہ میں اس کا فیصلہ قطعی اور ناطق ہے ' اور اس کے حکم کي نافرماني خدا کے حکم کي نافرماني ہے - همارے ملک میں قریب قریب یہی دعویٰ برهمنوں کا تها ' اور ذات کي تفریق اُس پر مزید کریلا اور نیم چڑها - بهکتوں نے یہ بتلایا کہ مذهب خدا اور بندہ کا واسطہ ہے ' چاهے وہ کیسي هي نیچي ذات کا کیوں نہ هو بلا کسي اونچي ذات والے کي مدد کے بندہ اپنے خالق تک پہونچنے کا مجاز ہے - ان بهکتوں کے سیکڑوں اقوال ایسے ملیں گے جن میں برهمنوں کي نخوت اور گهمنڈ کا مضحکہ اُڑایا گیا ہے ' اور ذات کي تفریق کو بے معني اور لا طائل بتایا گیا ہے - صرف یهي نہیں بلکہ کبیر اور نانک نے تو هندو مسلمان کے فرق کو بهي مٹا دینا چاہا ہے - هندؤوں کے سوشل نظام کي بنیاد ذات کي تفریق پر ہے ' اور یہ نظام کچھ ایسا مضبوط ہے کہ بهکتوں کي کوشش بهي اس کو نہ توڑ سکی - لیکن یہ ضرور ہے کہ جنوبي هندوستان کے مقابلہ میں شمالي هندوستان میں برهمنوں کا تکبر اور چهوت چهات کي سختي کم هو گئي ہے - اسي طرح یہ بهي کہا جا سکتا ہے کہ گو دیوي دیوتا اب بهي مانے جاتے هیں اور بت پرستي هندؤوں میں جاري ہے ' تاهم ان بهکتوں اور سنتوں کے اقوال زبانزد خلائق هیں ' اور بت پرستوں سے

اگر جرح کیجئے تو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ وہ اپنی جہالت کے باوجود ایک ایشور یا پرماتما یا بھگوان کو ان تمام مظاہر سے اعلیٰ اور برتر جانتے ہیں - پاپائے روم کے مذہب میں انجیل کی زبان لاطینی تھی، جس طرح ہندوؤں کی مقدس کتابیں سنسکرت میں لکھی ہوئی تھیں - جرمنی کے پروٹسٹنٹ لیڈر لوتھر نے جرمن زبان کو اپنا آلہ کار بنایا - اور اس کی تقلید دیگر ممالک فرنگ میں کی گئی کیونکہ ان لوگوں کی اپیل علما کے گروہ کے خلاف عوام کے سامنے پیش تھی - گوتم بدھ نے پالی زبان میں وعظ دیا تھا - اسی طرح ہندوستان کے سنتوں اور بھکتوں نے سنسکرت کو چھوڑ کر ہندی، مرہٹی، بنگالی، اور پنجابی میں اپنے خیالات کی اشاعت کی، اور ان کو صرف شاہی محلوں اور عظیم‌الشان اور مقدس مندروں میں نہیں بلکہ غریب نادار جاہل دیہاتیوں کے جھونپڑوں اور چھپروں میں پھیلایا - کبیر صاحب فرماتے ہیں :

سنسکرت ہے کوپ جل بھاشا بہتا نیر

(سنسکرت بندھا ہوا پانی ہے، بھاشا بہتا ہوا پانی ہے)

ہندوستان کی ان زبانوں کی داغ بیل انہیں بھکتوں کی ڈالی ہوئی ہے، اور ان کی ساکھیاں اور شبد (ملفوظات)، ان کے بھجن اور گیت، اب تک ان زبانوں کے تمغائے افتخار ہیں - ایک بات جس پر ویشنو بھکت بہت زور دیتے ہیں اور جس کو وہ بہت اہم سمجھتے ہیں دل کی صفائی اور من کا پریم ہے - ان کے نزدیک صداقت اور محبت کے مقابلہ میں

پوجا پاٹھ کی نمائش اور یوگ اور تپ کی ورزش بالکل هیچ هیں - اگر دل صاف هے اور طالب صادق هے تو ایشور کا ملنا آسان هے ' اگر دل صاف نهیں هے تو مذهب کے دستور اور ریاضت کی سختی فضول اور بےکار هیں - دنیا والے ان سے مرعوب هو جائیں تو هو جائیں مگر خدا نهیں ملتا -

هندو مذہب کے اُصول

ہندو مذہب کی بنا ویدوں پر ہے ' اور ویدوں کو ہندو کلام الہی سمجھتے ہیں - رگ وید سب سے پرانا سمجھا جاتا ہے - ویدوں میں مختلف دیوتاؤں کا ذکر ہے ' مثلاً اندر ' اگنی ' یم ' ورن ' وغیرہ - لیکن اسی کے ساتھ یہ خیال بھی موجود ہے کہ یہ متعدد دیوتا کسی ایک ذات میں مظہر ہیں ' چنانچہ ایک مقام پر لکھا ہے کہ ایک ذات واحد کو رشی مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں - وہ اس کو کبھی اگنی کہتے ہیں ' کبھی یم اور کبھی ماترِشون - ویدوں سے آگے بڑھ کر جب ویدانت اور اُپنشدوں کے زمانہ میں حکیمانہ خیالات کا چرچا ہوا تو ہمہ ازوست سے گذرکر ہمہ اوست کے فلسفہ کی طرف رجحان ہوا ' اور ہندو پرماتما اور جیو آتما ' خالق اور مخلوق کو ایک واحد شے سمجھنے لگے - موکش یا نجات کے معنی یہ قرار پائے کہ جیو آتما یا روح انسانی ترقی کرتے کرتے پرماتما میں مل جائے - جتنے مذہب کہ ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں ' ہندو ' بودھ ' اور جین ' وہ سب روح انسانی کو آوا گون یا تناسخ کے قانون کا تابع سمجھتے ہیں - ان کا عقیدہ ہے کہ روح لا زوال ہے - وہ صرف ایک ہی مرتبہ قالب خاکی اختیار کرکے دنیا سے الگ نہیں ہو جاتی ' بلکہ جیسے اعمال

اس کے ایک زندگي میں هوتے هیں ان کے مطابق اس کو دوسرا جنم لینا پڑتا هے ' اور یه آوا گون کا سلسله لا متناهي هے - گیتا کے دوسرے ادهیاے کے بائیسویں منتر میں کرشن جي فرماتے هیں " جیسے انسان پرانے کپڑے اُتار کر نئے کپڑے پهنتا هے ' ویسے هي آتما پرانے جسموں کو چهوڑ کر نئے جسموں میں دخل کرتي هے " - [بهگوت گیتا کا اردو ترجمه از راے بهادر پنڈت جانکي ناتهه مدن - پانچواں ادیشن - صفحه ۴۹ -] هر انسان کا فرض هے که وه اپني زندگي اس طرح سنوارے که دوسرا جنم پهلے جنم سے بهتر هو ' اور دوسرے جنم میں اس کو ترقي کرنے کا اور زیاده موقع ملے - غرض یه هے که ترقي کرتے کرتے روح اس درجه پر پهونچ جائے که پهر اس کو دنیا میں جنم لینے کي ضرورت نه رهے ' اور اس کو موکش یا نجات کی پدوي (درجه) مل جاے - هندوستاني مذاهب کے عقائد کي بنیاد اسي آوا گون کے مسئله پر هے ' اور هندو بَودهه اور جین تینوں کی زندگي اسي اصول کے تابع هے - ان کی هزاروں برس کي زندگی میں ان مذهبوں کے علم و عمل میں مختلف قسم کي تبدیلیاں ظهور میں آئیں ' مگر یه عقیده هر زمانه میں اور هر ملک میں اُن پر مسلط رها - اس کے استحکام اور عام پسندي کي ایک بڑي وجه غالباً یه هے که یه دنیاوی پریشانیوں اور تکلیفوں کے لئے تشفی بخش وجوه فراهم کر دیتا هے - اگر هم دیکهتے هیں که ایک بدکار شخص دنیا میں سرسبز هے ' یا ایک شریف اور نیک

آدمی مصیبت میں مبتلا ھے ' تو ہم کو خواہ مخواہ اُلجھن
ھوتي ھے کہ ایسی نامناسب اور بے جوڑ بات کیوں وقوع
میں آئي ؟ خالق ارض و سما نے اس ناانصافي کي
اجازت کیوں دي ؟ آوا گون کے ماننے والوں کي تشفي
اس طرح ھو جاتی ھے کہ موجودہ جنم کي حالت '
راحت ھو یا مصیبت ' پرانے جنموں کے کرموں کا
مجموعي نتیجہ ھے - انسان کا کوئي فعل ایسا نہیں کہ جو
وقوع میں آئے اور اپنا نتیجہ نہ پیدا کرے - جو نیک
آدمی اس وقت مصیبت میں مبتلا ھے اس کی مصیبت
غالباً اگلے جنموں کي بدکاریوں کا نتیجہ ھے ' اور جو
برا آدمي آرام اور چین سے زندگي بسر کرتا ھے وہ اپنے
پچھلے جنموں کے نیک اعمالوں کا فائدہ اُتھا رھا ھے - ایک
گروہ تو یہاں تک کہتا ھے کہ ترشنا یا خواھش انسان کے
واسطے اس لئے مضر ھے کہ خواھش کے حصول کے لئے اس
سے مختلف افعال سرزد ھوتے ھیں ' اور ھر فعل اپنا اثر
پیدا کرتا ھے ' جس کا یہ نتیجہ ھوتا ھے کہ روح کا تعلق
دنیا سے مضبوطتر ھوتا جاتا ھے - افعال اچھے ھوں یا برے
ان کے نتائج کو پورا کرنے کے لئے روح کو ضرور جنم لینا پڑے گا -
لہذا اگر آوا گون سے نجات حاصل کرني منظور ھے تو پہلي
شرط یہ ھے کہ ترشنا یا خواھش کو ترک کیا جائے ' اور اس
ترک کے مسئلہ میں یہاں تک مبالغہ کیا گیا ھے کہ —

ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولا ترک ترک

جہاں تک میں نے اس مسئلہ کو سمجھا ھے ھندو یہ

نہیں کہتے کہ روح گذشتہ جنموں کے اعمال سے اس طرح جکڑي ہوئي ہے کہ نئے جنم میں اسے مطلق آزادي نہیں حاصل ہے - وہ سمجھتے ہیں کہ ایک حد تک ضرور ہر روح نئے جنم میں اپنے پرانے اعمال سے متاثر رہتی ہے ' مگر اس حد کے اندر اس کو آزادي حاصل ہے - اس کو یوں سمجھئے کہ اگر کوئي شخص مفلس گھر میں پیدا ہوا ہے تو اس افلاس کا ایک حد تک اس پر اثر پڑےگا ' مگر اس حد کے اندر اس کو کوشش اور سعي کرنے کي پوري آزادي حاصل ہے - یا کوئي شخص گرم ملک میں پیدا ہوا ہے اور کوئی سرد ملک میں ' کوئي ایسے ملک میں جو آزاد ہے ' کوئي ایسے ملک میں جو غیر قوم کے تابع ہے ' ان حالتوں میں گرمي اور سردي ' آزادي اور محکومي کا اثر ان اشخاص کي زندگي کو خاص خاص حدوں میں محدود کر دےگا ' مگر ان حدوں کے اندر ان کو ترقي یا تنزل کا پورا اختیار ہے - ایک اور مثال اس کي شطرنج کا کھیل ہے - کھیلنے والا چند قواعد کا پابند ہے اور ان قواعد کي حد کے باہر نہیں جا سکتا ' مگر قواعد کي حد کے اندر اس کو اپني ذکاوت سے بازي جیتنے کا پورا حق حاصل ہے ' جبر بھي ہے اور اختیار بھي ' اور دونوں کے لئے حدود مقرر ہیں - یہ ہے مسئلہ جبر و اختیار کا حل جو ہندوستانی ذہانت نے دنیا کے رو برو پیش کیا ہے -

آوا گون یا تناسخ کي بنا پر حکماے ہند نے وجود انساني کے ایک دلچسپ مگر نہایت دقیق عقد کے حل کرنے کي کوشش کي ہے - یہ مسئلہ ہے بجاے خود نہایت پرمغز اور

معنی خیز، اور غالباً اسي وجه سے دوسرے مذاهب میں بهي کبهي کبهي اس کا تذکره سنا جاتا هے - اسلام کے بهتر فرقوں میں ایک فرقه متناسخیه بهي تها جس کي نسبت صاحب غیاث‌اللغات لکهتے هیں که "متناسخیه گویند چون جان از قالب بر آید رواست که در کالبد دیگرے در آید" - [غیاث اللغات مطبوعه منشي گلاب سنگه، ۱۸۹۱ صفحه ۴۹۶] - ملک شام کے موجوده اسلامی فرقوں میں نصیري اور دروز تناسخ میں اعتقاد رکهتے هیں * -

مولانا روم کے مشهور اشعار هیں —

آمده اول به اقلیم جماد
وز جمادي در نباتی اوفتاد
سالها اندر نباتي عمر کرد
وز جمادي یاد ناورد از نبرد
وز نباتي چون به حیوان اوفتاد
نامدش حال نباتی هیچ یاد
جز همان میلے که دارد سوے آن
خاصه در وقت بهار ضیمران
همچو میل کودکان با مادران
سر میل خود نداند در لبان

---

* (1) Taylor: Primitive Culture, vol. II, p. 15. Fourth edition. 1903. (Murray).

(2) Henri Lammens: Islam, pp. 168 and 172 (Methuen).

همچنین اقلیم تا اقلیم رفت
تا شد اکنون عاقل و دانا و زفت

(سوانح مولانا روم مولفه مولانا شبلي نعماني صفحه ۲۰۰)

ایک اور جگه فرماتے هیں :

تو ازان روزے که در هست آمدي
آتشي یا خاک یا بادي بدي
گر بدان حالت ترا بودي بقا
کے رسیدي مر ترا این ارتقا
از مبدل هستي اول نماند
هستي دیگر بجاے او نشاند
همچنین تا صد هزاران هستها
بعد یک دیگر دوم به از ابتدا

(سوانح مولانا روم مولفه مولانا شبلي نعماني صفحه ۱۵۶)

ایک اور شعر بهي آپ کي طرف منسوب کیا جاتا هے —

هم چو سبزه بارها روئیده ام
هفت صد هفتاد قالب دیده ام

فارسی کا ایک دوسرا شاعر ابن یمین کهتا هے —

زدم از کتم عدم خیمه به صحراے وجود
از جمادي به نباتي سفرے کردم و رفت
بعد ازانم کشش نفس به حیواني برد
چون رسیدم بوے از وے گزرے کردم و رفت

بعد ازان در صدف سیدۂ انسان بہ صفا
قطرۂ هستی خود را گهرے کردم و رفت
با ملائک پس ازان صومعہ قدسي را
گرد برگشتم و نیکو نظرے کردم و رفت
بعد ازان رہ سوے اُو بردم وچون ابن یمین
همہ او گشتم و ترک دگرے کردم و رفت

(شعرالعجم مصنفہ مولانا شبلی نعمانی حصہ دوم صفحہ ۳۰۲)

میں یہ نہیں کہتا کہ ان بزرگوں نے تناسخ کے مسئلہ کو بالکل اسي طرح مان لیا تھا جس طرح کہ هندؤوں کا آوا گون کا عقیدہ هے ' مگر یہ کہنا هٹ دهرمي هے کہ ان اشعار میں اس مسئلہ کي جھلک نہیں دکھائي دیتي - انیسویں صدي میں بعض فرنگي حکما کا رجحان اس طرف تھا ' اور تھیاسوفسٹ گروہ نے تو آوا گون کے مسئلہ کو ري انکارنیشن (Re-incarnation) کے نام سے اپنے عقائد میں شامل کر لیا هے -

اس جگہ شاید یہ ظاهر کر دینا بھی مناسب هوگا کہ گو هندو مختلف دیوي دیوتاؤں کو پوجتے هیں لیکن ان کو مشرک سمجھنا غلطي هے - ویدوں میں ایک رشي نے کہا هے "ایک هستي هے جس کو لوگ مختلف طریقوں سے بیان کرتے هیں - کوئي آگنی کہتا هے ' کوئي یَم ' کوئي ماتَرِشْون " - کوئي هندو ایک سے زیادہ خدا کو نہیں مانتا - اُسے کسي نام سے پکارئے ' ایشور کہئے یا بھگوان کہئے یا پرماتما کہئے ' وہ ایک هي هے اور اس کا کوئي شریک نہیں

ہے - جاہل سے جاہل گنوار سے بھی آپ پوچھئے تو وہ یہی کہےگا دیوی دیوتاؤں کو وہ مانتا ہے، اوتاروں کی کتھائیں سنتا ہے، گانوں میں پیپل کے درخت کے نیچے پتھروں کو پوجتا ہے، مگر وہ خوب سمجھتا ہے کہ دیوی دیوتاؤں سے اوتاروں اور پتھر کے ٹکڑوں سے الگ اور پرے ایک ہستی ہے جو سب سے افضل ہے، جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے، جس کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں، جو دماغ میں نہیں سما سکتی، اور جس کی ہر شخص اپنے اپنے طریقہ سے پرستش کرتا ہے - ایکم برھمیوادویتیم एकं ब्रह्मैवाद्वितीयम् مشہور اور قدیم مقولہ ہے - اس کے معنی ٹھیک وہی جو الا اللّٰہ کے ہیں، یعنی برہم ایک ہے دوسرا نہیں - پنڈت بشن نراین در صاحب مرحوم کے ذہن میں غالباً یہی خیال تھا جب انہوں نے اپنی نظم "عظمت ہند" میں یہ شعر کہا تھا —

ہم مقدم ہیں خبر ہم کو مؤخر کی تھی
جب کہ قرآن نہ تھا حافظ قرآن ہم تھے

شاید یہ کہا جائے کہ ہندوؤں کے یہاں مختلف دیوی دیوتاؤں کی پوجا کا رواج ہے اور وہ بتوں کو پوجتے ہیں - اس طرح کے توہمات ہر مذہب کے پیرووں میں پائے جاتے ہیں - اسلام نے توحید کی کس سختی کے ساتھ تاکید کی تھی، تاہم مسلمانوں میں قبر پرستی اور پیر پرستی کا رواج ہے، اور ایسی رسمیں رائج ہیں جن کو مسلمان

علما بدعت سے تعبیر کرتے ہیں اور جن کي مخالفت نجد کے وهابي اس زور شور سے کر رهے هیں - مسلمانوں میں ایک فرقه نصیریوں کا هے جو حضرت علی کو خدا مانتا هے - فرنگستان کے عسائیوں کے عقائد کي بنیاد تثلیث پر هے ' اور یونيیتیرین (Unitarian) فرقه کے معدودے چند ممبر عیسائی کلیسا سے خارج سمجھے جاتے هیں - رومن کیتھولک مذهب والوں کے گرجاؤں میں برابر تصویریں رکھي جاتی هیں اور ان کے یہاں Saints یعني پیروں کي پرستش هوتي هے ' تاهم عسائیوں کو کوئي مشرک نہیں کہتا -

دوسرا اهم مسئله جو هندو مذهب سے وابسته هے ورن آشرم یا ذات کي تفریق کا هے جس کو انگریزي میں کاسٹ سسٹم (Caste System) کہتے هیں - غالباً شروع میں قومي غرور کي بنا پر یه تفریق پیدا هوئي هوگي جس طرح آج جنوبي افریقه اور امریکا میں اهل فرنگ حبشیوں سے نفرت کرتے هیں اور ان سے الگ رهتے هیں - اسي طرح هندوستان میں فاتح کي حیثیت سے داخل هوکر آریوں نے بھي اپني نخوت اور تکبر کا اظهار غیر آریه مفتوح قوموں کے مقابله میں کیا هوگا - یه تفریق کا پہلا زینه تھا - اس کے بعد قوم کے فرق سے گزرکر آریوں میں مختلف پیشه والوں کي مختلف ذاتیں قائم هو گئیں - پہلے پہل چار ذاتیں برهمن ' چھتري ' ویش ' شودر کے نام سے قائم هوئیں - اس کے بعد ذاتوں کي تعداد اس قدر بڑھی کہ آج ان کا شمار کرنا بھي مشکل هے - اگر ایک ذات کے لوگ کسي

وجہ سے اپنی آبائی سکونت چھوڑ کر کسی نئی جگہ جا بسے تو بس ان کی ایک نئی ذات قائم ہوئی اور اس گروہ نے اپنے تئیں اس ذات کے پرانے گروہ سے الگ کر لیا - ہندوؤں کا سوشل نظام ذاتوں کا ایک گورکھ دھندا ہے جس کے بدیہی دو اصول ہیں - ایک یہ کہ شادی ذات کے باہر نہیں ہو سکتی' اور دوسرے یہ کہ ایک ذات کا آدمی دوسری ذات والے کے ساتھ کھانے پینے سے پرہیز کرتا ہے' حتیٰ کہ بعض ذاتیں ایسی ہیں جو اچھوت کہلاتی ہیں اور جن کو وہ لوگ جو اپنے تئیں بزعم خود اونچی ذات والا سمجھتے ہیں چھونے سے بھی پرہیز کرتے ہیں - یہ تفریق موروثی ہے - نیچی ذات والا چاہے کیسا ہی قابل اور نیک کردار کیوں نہ ہو کبھی اونچی ذات میں ترقی نہیں پا سکتا' اور اونچی ذات والا کیسا ہی بدکردار کیوں نہ ہو اپنی ذات سے نیچے نہیں گرایا جا سکتا - کہا جاتا ہے کہ اس تفریق کے روحانی اسباب ہیں جس طرح دنیا میں ذہن' محنت اور تجربہ سے انسان درجہ بہ درجہ ترقی کر سکتا ہے اور چھوٹے درجے سے اونچے درجے پر پہونچ سکتا ہے اسی طرح روح آوا گون کے سلسلہ میں ذاتوں کے مختلف مدارج طے کر سکتی ہے - مثلاً جو روح غیر مہذب اور غیر تربیت یافتہ ہوگی وہ پہلے شودروں کی نیچی ذات میں پیدا ہوگی - اگر اس زندگی میں اس نے اچھے کرم کئے تو اس کا دوسرا جنم کسی اونچی ذات میں ہوگا' اور اسی طرح رفتہ رفتہ اس کو ترقی کا موقع ملے گا - مگر مشکل یہ ہے کہ اگر اقوال اور افعال

کي ميزان ميں تولي جائيں تو بہت سي برھمنوں کی روحيں شودروں سے بدتر اور بہت سي شودروں کي روحيں برھمنوں سے برتر نظر آويں‌گي - کيا اس کے يہ معني ہيں کہ عالم ارواح ميں ايسي پريشاني اور برھمي پيدا ہو گئي ھے کہ روحيں اپني قابليت اور لياقت کے مطابق اونچي نيچي ذاتوں ميں جنم نہيں پاتيں؟ اگر ايسا ھے تو ذات کي تفريق کی روحاني بنياد قائم نہيں رہتي، اور نہ دنيا کا سوشل نظام ذاتوں کي تفريق پر قائم رہ سکتا ھے -

اس ذات کي تفريق کا ھندو قوم پر جو اثر ھوا وہ ظاھر ھے - نہ صرف يہ کہ اس کي بنياد سراسر ناانصافي پر ھے، بلکہ اس کی وجہ سے ھندؤوں کا شيرازہ بالکل بکھر گيا ھے، اور ھندو قوم پاشاں و پريشاں ھو گئي ھے - اتفاق اور يکجہتي، مل‌کر کام کرنے کي قوت، ان ميں زائل ھو گئي ھے، اور ان کي ہزاروں برس کي تاريخ ميں قدم قدم پر ھندؤوں کے سوشل نظام کي کمزوري محسوس ھوتي ھے -

تيسرا اصول آشرم دھرم کا ھے - آشرم چار قائم کئے گئے ھيں - اول برھمہ چرج يا طالب علمي کا زمانہ - اس زمانہ ميں طالب علم کا فرض تھا کہ گرو کے يہاں رہ کر تعليم حاصل کرے - اس کے بعد دوسرا آشرم گرھستي يا خانہ‌داري کا تھا جب کہ طالب علم تعليم ختم کرکے شادی کرتا تھا اور دنيادار کي حيثيت سے زندگي بسر کرتا تھا - بڑھاپا آنے پر گھر بار چھوڑ کر وہ تيسرے آشرم ميں داخل ھوتا تھا اور وان پرستھ کہلاتا تھا - وان پرستھ کا فرض تھا کہ امور دنيوي سے کنارہ

کشي کرکے اپنا وقت روحاني زياضت ميں صرف کرے -
آخری درجه کا نام سنياس هے، اور سنياسي دنيا کے تمام
تعلقات سے بري سمجها جاتا هے - يه کهنا مشکل هے کہ
کوئی زمانه ايسا تها کہ جب کل هندو قوم يا هندو قوم کا
بڑا حصه اس آشرم دهرم کا پابند تها ، ليکن اس سے يه ضرور
معلوم هوتا هے کہ قوم کے رهبروں اور پيشواؤں نے کس طرح
کا آئيڈيل يعني معيار قوم کي رهنمائي کے واسطے بنايا تها
اور فرائض انساني کي تعين اور تنظيم کيسے اچهے اصولوں
پر کي تهي - جاننے والے جانتے هيں کہ اب آشرم دهرم کي
پابندي يا تو هوتي هي نهيں يا نام کے واسطے هوتي هے -
لڑکوں کا جنيو ضرور کيا جاتا هے ، مگر محض اداے رسم کے
واسطے - برهم چرج کے اصول کي پيروي نام کو بهی نهيں
هوتي - بچپن ميں شاديان کر دي جاتي هيں اور طالب علم
بننے سے پهلے لڑکا دنيادار بن جاتا هے - سنياسيوں کے گروه
لاکهوں کي تعداد ميں موجود هيں ، مگر ان ميں هزار ميں
سے شايد ايک بهي دنيا سے بے تعلق نهيں - مهنت هيں ،
جاگيردار هيں ، گدی نشين هيں ، عيش و آرام سے زندگي بسر
کرتے هيں ، فسق و فجور ميں مبتلا هيں - اگر ان کا سوسائٹي
پر کوئي اثر هے تو يه کہ دوسروں کو گمراه کرتے هيں - هاں ،
ايک بات ضرور هے ، اور يه غالباً اسي آشرم دهرم کي تلقين
کا اثر هے جو هندؤوں کے رگ و پے ميں سرايت کر گيا هے
کہ باوجود رياکاري کي کثرت کے اب بهي امير سے امير اور
اونچے سے اونچے طبقے ميں کبهي کبهي ايسے لوگ نکل

آتے هیں جو دنیاوي تعلقات کو ٹھوکر مارکے سچے اور صحیح معنوں میں فقیرانه زندگي اختیار کر لیتے هیں - یه بات اهل فرنگ کے لئے غالباً ممکن نهیں -

چوتھا اصول جس پر هندؤوں کا اعتقاد هے اور جس پر، سب کا نهیں، تو بهت سے هندؤوں کا عمل هے وه اهنسا هے - هنسا کے معني هیں ایذا پهونچانا یا قتل کرنا، اور اهنسا کے اصول کي تلقین یه هے کہ کسي جاندار کو ایذا نه پهونچائي جاے - جین مت والے اس اصول کو سب سے زیاده مانتے هیں - هندؤوں میں کروروں آدمي غالباً ایسے هیں جو گوشت کھانا گناه سمجھتے هیں - ویدوں کے زمانه میں قرباني کا بهت رواج تھا، مگر بودھ مت اور جین مت کے اثر نے اس کو رفته رفته بهت کم کر دیا - هندؤوں کے بعض فرقوں میں قرباني اب بھي جزو مذهب سمجھي جاتي هے، مگر هندو عام طور سے خصوصاً برهمن اور ویش قرباني اور هنسا سے پرهیز کرتے هیں، اور ان کو برا سمجھتے هیں - گوشت خوار فرقوں میں بھي گوشت نه کھانا افضل سمجھا جاتا هے، اور ان میں بھي جن لوگوں کا رجحان مذهب کي طرف زیاده هوتا هے وه گوشت کھانا چھوڑ دیتے هیں - بعض لوگ اهنسا کي پابندي میں ضرورت سے زیاده مبالغه کرتے هیں - سنا جاتا هے کہ مغربي هندوستان میں اهنسا کے ایسے پابند بھي هیں جو کھٹملوں کو نهیں مارتے، مگر رات کو اپنے تئیں ایذا سے بچانے کے لئے یه التزام کرتے هیں کہ دن کو مزدوروں کو اجرت دیکر چارپائیوں پر سلاتے هیں - کھٹمل ان

کا خون پی کر سیر ہو جاتے ہیں اور رات کو چارپائیوں کے مالکوں کو نہیں کاٹتے - گیتا میں کرشن جي کي تعلیم کچھ اور ہے - وہ فرماتے ہیں کہ ہر شخص کا دھرم اس کے لئے مقرر ہے، کسی شخص کو اپنا دھرم چھوڑ کر دوسرے کا دھرم نہ اختیار کرنا چاہئے - اور وہ ارجن کو جنگ کرنے کي ترغیب اس بنا پر دیتے ہیں کہ ارجن چھتری ہے اور حق کے واسطے لڑنا اور اپنے مخالفین کو قتل کرنا چھتري کا دھرم ہے - مجھے یاد آتا ہے کہ ایک مرتبہ اس مسئلہ کے متعلق ڈاکٹر اینی بسنت سے کسي نے بنارس میں یہ سوال کیا کہ شیر کو مارنا چاہئے یا نہیں - انہوں نے جواب دیا کہ تم گرہست ہو، اور ایسے موذي جانوروں کو قتل کرنا تمہارا فرض ہے، میں سنیاسي ہوں اور میرے یہاں سانپ تک کو مارنا منع ہے، مگر گرہست کا دھرم سنیاس کے دھرم سے الگ ہے - یہ بالکل صحیح ہے اور اگر یہ اصول مد نظر رکھا جاے تو اکثر غلط فہمیاں رفع ہو جائیں - میرے خیال میں ہندؤوں کے رسم و رواج میں بعض خرابیاں اس وجہ سے پیدا ہو گئي ہیں کہ گرہستوں کی زندگي میں سنیاس کے اصول داخل کر دئے جاتے ہیں اور دنیاداروں کا طریق عمل درویشوں کے معیار سے جانچا جاتا ہے -

ہر اصول، ہر عقیدے، ہر انساني فعل کے واسطے لازم ہے کہ اس کا نفاذ حدود مقررہ کے اندر ہو، اور اس کي پابندي میں ایسا مبالغہ نہ کیا جاے جو عقل سلیم کے خلاف ہو، یا جو اصول کے مغز کو چھوڑ کر محض ظاہري نمائش کو

اپنا مسلک قرار دے - اهنسا کا اصول عمدہ هے ، مگر کسي اصول کي پابندي میں اس طرح کا مبالغہ کرنا همیشہ ضرر رساں هے ، کیونکہ ایسا کرنے سے اُس میزان تہذیب میں فرق آ جاتا هے جس کے قیام پر انساني تمدن کا دار و مدار هے - انساني تمدن مختلف اصول اور اعمال کا مجموعہ هے - هر اصول اور عمل اپني اپني جگہ پر صحیح هے ، مگر جب اپني جگہ سے گذر جاتا هے تو کل مجموعہ کو پریشان کرکے تمدن اور تہذیب کو بگاڑ دیتا هے -

هندو مذهب کا ایک اور نمایاں اصول رواداري یا ٹالریشن هے - هندوؤں کا عقیدہ هے کہ راستے مختلف هیں مگر منزل ایک هے - انسانوں کے مختلف گروہ مختلف طریقوں کو اختیار کرتے هیں ، مگر غرض و غایت سب کي ایک هے - عیسی بدین خود موسی بدین خود - خدا خالق کائنات هے - اس کا لطف و کرم اپنے سب بندوں پر هونا چاهئے - آفتاب کي حرارت ، چاندني کي ٹھنڈک ، موسموں کا تغیر ، کسي خاص گروہ کے لئے مخصوص نہیں - هاں ، یہ هو سکتا هے کہ کسي باغ کي آرائش گلاب اور چنبیلي سے هو ، اور کسي کي گل داؤدي اور گل نیلوفر سے - کہیں انگور اور انار پیدا هوں ، اور کہیں آم اور انجیر - لیکن یہ بات هندوؤں کي سمجھ میں نہیں آتي کہ خلاق عالم کسي ایک قوم کو ایک خاص مذهب کي تلقین کرے اور باقي اقوام کو کفر و جہالت میں مبتلا رکھے ، اور پھر ان کے واسطے اس کفر و جہالت کي سزا مقرر کرے - گیتا میں لکھا هے "جو لوگ جس طرح میرے پاس

آتے هیں میں اسي طرح ان سے ملتا هوں - اے ارجن ' مَنُش لوگ هر طرح میرے راستے پر آتے هیں " - تاریخ عالم اس بات کي شاهد هے کہ مذهب کي بنا پر دنیا میں جس قدر کشت و خون هوا هے شاید هي کسی اور وجہ سے هوا هو - فرنگستان میں کیتھولک اور پروتسٹنٹ کے جھگڑے صدیوں تک قائم رهے ' بادشاهوں میں جنگ و جدل هوئي ' صوبے کے صوبے اور ملک کے ملک ویران کئے گئے ' پروتسٹنٹ کو کیتھولک جلاتے تھے ' اور کیتھولک کو پروتسٹنٹ طرح طرح کي ایذائیں پهونچاتے تھے - اسلام میں بھي مذهبي عقائد کی بنا پر کافي خونریزي هوئی هے - سنی اور شیعہ ' اشاعرہ اور معتزلہ کے جھگڑوں سے کون واقف نهیں ؟ مگر هندؤوں نے ان باتوں کو روا نهیں رکھا - یہ تو کهنا مشکل هے کہ کسي ذي اثر فرقہ نے یا کسي ذي اثر حاکم نے کبھي اور کسي حالت میں اپنے اثر یا اپنی طاقت کا بیجا استعمال نهیں کیا ' لیکن اگر ایسا هوا بھي تو اتنا کم کہ نہ هونے کے برابر هے - اور هندؤوں کا یہ فخر بجا هے کہ انهوں نے مذهبي اختلاف کي بنا پر کبھی خونریزي نهیں کي - آج کل بھي هندو مسلمانوں کے جو قضئے سننے میں آتے هیں اگر جرح و قدح کیجئے تو معلوم هوگا کہ وہ مذهب کے جھگڑے نهیں هیں ' بلکہ ان کي تہ میں قومي نخوت اور تکبر یا کوئي سیاسي حکمت کام کر رهی هے - مذهب کي بنا پر سختي اور جبر تو اس وقت هوتا هے جب کسي خاص مذهب کے پیرو اس بات پر تُل جاتے هیں کہ ایک

انہیں کا مذہب خدا تک پہونچنے کا ذریعہ ہے ' اور صرف وهي راز الهي کے امین ہیں - جو لوگ ان عقائد سے هٹے ہوئے ہیں وہ خدا سے ہٹے ہوئے ہیں' اور اس لئے سزا کے قابل ہیں - جہاں تک عقائد مذہبی کا تعلق ہے ہندؤوں کے یہاں پوری آزادي ہے ' اور وہ عقائد کے اختلاف کي وجہ سے کسي کو گردن زدنی نہیں سمجھتے - انہوں نے محض نمائش کے لئے نہیں بلکہ در حقیقت' محض دماغ سے نہیں بلکہ دل سے ' اس مفہوم کو سمجھا ہے -

زمانہ بھر میں ہے اس کا جلوہ — کبھي کسی جا کبھي کسي جا
وهي ہے کاشي کے مندروں میں — وهی دیار حجاز میں ہے

میں اس سے پہلے کہ آیا ہوں کہ آوا گون کا عقیدہ ہندو مذہب کا جزو اعظم ہے - جس وقت تک دنیا سے تعلق قائم ہے ہر روح اپنے اعمال کے مطابق بار بار پیدا ہوتي رهےگي' اور جس وقت تک یہ سلسلہ قائم ہے اس کو نجات ابدي حاصل نہیں ہو سکتي - نجات یا مکتي کے یہ معني ہیں کہ آوا گون کا سلسلہ توت جاے' اور روح یا جیو آتما اس قید سے آزاد ہو جاے - نجات حاصل کرنے کے تین خاص راستے ہیں' ایک کرم' دوسرے گیان' تیسرے بھکتي - ہندؤوں کي پراني کتابوں میں یگ اور قرباني کا ذکر آتا ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یگ کي مذہبي رسم آریوں سے مخصوص تھي اور وہ اس کو اپنے دنیاوي اور روحاني مقاصد کے حصول کے واسطے ضروری اور اہم خیال کرتے تھے - کرم یا کرم کانڈ کے راستہ سے یہ مراد ہے کہ مذہب نے جو طریقے پوجا پاتھ یگ یا قرباني کے مقرر

کر دئے ہیں اور جو قواعد زندگی بسر کرنے کے لئے منضبط
کر دئے ہیں ان کی پابندی کی جائے - سندھیا ، ترپن، تیرتھ
یاترا ، مرنے جینے کے سنسکار، سب اس میں شامل ہیں - اس
اصول کے مطابق اخلاق اور دھرم کا جو دستور العمل پیشوایان
دین کی طرف سے کتب مقدسہ میں مقرر کر دیا گیا
ہے اس کی پابندی ہر انسان پر لازم ہے - اور یہی برکات
دنیاوی اور نجات روح کا وسیلہ ہے - ہر مذہب کی تاریخ
سے معلوم ہوتا ہے اور قیاس بتاتا ہے کہ آریوں کے مذہبی
اِرتقاء میں بھی ایک زمانہ وہ آیا ہوگا کہ جب اعتقاد میں
ضعف آ گیا ہوگا اور پوجا اور یگ خلوص دل سے نہیں
بلکہ محض نمائش یا پابندی رواج کے واسطے کئے جاتے ہوں گے،
آمد آورد سے بدل گئی ہوگی اور فرائض مذہبی پر تصنع
کا رنگ چڑھ گیا ہوگا - اس وقت یہ کہا گیا کہ کرم کانڈ کا
طریقہ ناقص ہے اور اصلیت سے دور - انسانی کمزوریوں کی
بنا اَودیا یا ناواقفیت ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ انسان اصلیت کی
طرف سے بے پروا ہے اور دنیا کی حرص و ہوا میں مبتلا -
فانی اور غیر فانی میں تمیز کرنا اس کے لئے مشکل ہے - وہ
نفس امارہ کی اطاعت میں منہمک ہے، اور جو چیز کہ ابدی اور
لازوال ہے اس کی فکر نہیں کرتا - یہ سب اس وجہ سے ہوتا ہے
کہ انسان ناواقف اور جاہل ہے - اس کی دوا یہ ہے کہ وہ
گیان یعنی حقیقت کا علم حاصل کرے - گیان کے حاصل کرنے
کا ایک طریقہ یوگ ہے جس کا چرچا اور رواج ہندوستان
میں عرصہ سے ہے - یہ طریقہ کرم کانڈ کی پابندیوں سے الگ

ہے اور اس کا خاص جزو ریاضت ہے، جس کا علم اور جس کا عمل یوگیوں ہي سے حاصل ہو سکتا ہے - یوگي مذہب کي ظاہری نمائش اور رسم و رواج کي پروا نہیں کرتا - وہ علم لدني اور رموز روحانی کا متلاشی ہے کیونکہ اسی علم و عمل کو ذریعۂ نجات سمجھتا ہے - یوگیوں کے متعلق بہت سي روایتیں مشہور ہیں، کوئي ہوا پر اُڑتا ہے، کوئي بغیر کھائے پئے صدیوں زندہ رہتا ہے، کوئي جب چاہتا ہے نظروں سے غائب ہو جاتا ہے، اور جب چاہتا ہے ظاہر ہو جاتا ہے، وقت اس کے قابو میں ہے اور بُعد منزل کي اس کے سامنے کوئي حقیقت نہیں - مگر یہ سب معجزے اور کرشمے جو عوام کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں سچے اور حقیقي یوگي کے سامنے بازیگر کے تماشے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے - اس کي ریاضت کا مآل ہے آوا گون سے آزاد ہوکر نجات ابدي حاصل کرنا - دوران ریاضت میں اگر اس کو یہ حیرت انگیز قوتیں حاصل ہو جاتي ہیں تو ہوں، وہ ان سفلی جھگڑوں میں پڑکر اپنے مقصد اعلیٰ کو نظر انداز نہیں کرتا، اور اپني تمام کوشش اور ہمت اسي مقصد کے حصول میں صرف کرتا ہے - یوگ کے متعلق دو باتیں اور کہي جاتی ہیں، اول یہ کہ یوگ کي راہ بہت کٹھن ہے اور اس میں قدم قدم پر غلطی اور لغزش کا اندیشہ ہے، لہذا کامیابی کی پہلي شرط یہ ہے کہ سچے اور کامل مرشد کي تلاش کی جائے اور ریاضت کے مدارج مرشد کے قدموں کے نیچے طے کئے جائیں - دوسرے یہ کہ چونکہ یوگی کو فوق العادۃ طاقتیں حاصل ہو جاتي ہیں جن کا نامناسب استعمال سوسائٹي کے واسطے

ضرر رساں ھے ' اس لئے مرشد کو چاھئے کہ کسی کو چیلا بنانے سے پہلے اچھي طرح اس کی جانچ پرتال کر لے اور چیلا اسي کو بناوے جس کو اس کا اھل سمجھے- جس طرح ھم دنیا میں روز دیکھتے ھیں کہ ایک شخص پہلوان ھے مگر وہ اپني جسمانی قوت کا استعمال ناجائز کرتا ھے ' غریبوں اور کمزوروں کو دھمکاتا ھے ' اور ان پر ظلم کرتا ھے - یا کسی شخص کا ذھن نہایت رسا ھے ' مگر وہ اس کو اچھے کام میں لگانے کی جگہ اس سے جعل اور فریب کے مقدمے تیار کرتا ھے- اسی طرح اگر یوگی کا اخلاق اعلیٰ نہیں ھے اور نفس امارہ اس کے قابو میں نہیں ھے ' تو وہ یوگ سے حاصل کي ھوئي طاقتوں کا ناجائز استعمال کرے گا ' خلق اللہ کو اذیت پہونچائے گا اور اپني روح کو تباہ کرے گا - اسي لئے گرو پر چیلے کي اھلیت کا امتحان لازمي کر دیا گیا ھے -

ان کے علاوہ تیسرا راستہ بھکتي کا ھے- اس میں نہ پوجا پاتھ کي پابندي ھے ' نہ ریاضت کي ضرورت ' محض عشق الٰھي کافي ھے - اگر عاشق صادق ھے تو محض اس کا عشق اس کي نجات کے واسطے کافي ھے - گیتا میں بھکتي کي تعلیم و تلقین ھے ' اور ازمنہ وسطیٰ میں بنگال ' مھراشٹر اور شمالي ھندوستان' میں جتنے وَیشنو مھنت ھوئے ' مثلاً رامانند ' کبیر ' نانک ' چیتن ' تکارام ' وغیرہ ' ان سب نے بڑے زور شور سے بھکتي کي ' تلقین کي اور سچے بھکتوں کي پریم کے بھاؤ یعني محبت کے کیف کو یوگ کي ریاضت اور کرم کي پابندیوں سے افضل اور بارگاہ ایزدي میں مقبول تر بتایا -

بھکتي کا مطلب محض زبان سے نہیں سمجھایا جا سکتا، کیونکہ وہ محویت اور وہ انبساط، وہ کیف اور وہ سرور

آن شرح ندارد کہ بہ گفتار در آید

یہ کافي نہیں کہ انسان بھکتي کی ماہیت کو منطق کے دلائل اور دماغ کي قوت سے سمجھ جائے، بلکہ ضرورت اس بات کي ہے کہ پریم اور محبت کے ولولہ اور جوش کو وہ اپنے جذبات دلي اور واردات قلبیہ میں اس طرح تبدیل کرلے کہ دونوں میں کوئي فرق نہ باقي رہے، اور کسی کي تعلیم و تلقین سے نہیں بلکہ اپنے ذاتي تجربہ سے عشق الہي کي حقیقت اس پر روشن ہو جائے - یہي وہ کیفیت ہے جس کا نام ہندؤوں نے جیون مکت رکھا ہے - یہي وہ کیفیت ہے جس کے متعلق فارسی کا اُستاد کہ گیا ہے —

آن را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

یہي وہ آنند یعنی سرور کي حالت ہے جس کو ایک عیسائي درویش نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے —

Peace that passeth understanding,

یعني آتما کی وہ شانتي اور وہ سکون قلب جو ادراک انساني سے بالاتر ہے - جس نے یہ پا لیا اس نے سب کچھ پا لیا - اس کو نہ پوجا پاٹھ کي ضرورت ہے، نہ نماز روزہ کي - یوگ اور ریاضت اس کے لئے تحصیل حاصل ہے، اور ویدوں اور شاستروں کي تعلیم قطعي بے ضرورت - کیا عجب ہے کہ مولوي معنوي نے اسي کیفیت کو سمجھا ہو اور اسي کي طرف اشارہ کیا ہو؟

من ز قرآن مغز را برداشتم
استخوان پیش سگاں انداختم

بے شک مغز کے حصول کے بعد درویش استخواں سے بے نیاز ہو جاتا ہے - اسي سلسله میں مایا کا ذکر کر دینا بھي لازم ہے - مایا کے معنی ہیں دھوکا - بہت سے ہندؤوں کا عقیدہ ہے کہ روح اور خدا، جیو آتما اور پرماتما اصل میں ایک ہیں - دنیا محض فاني ہي نہیں ہے بلکہ ایک دھوکا ہے جو جیو آتما کو پرماتما سے الگ کرتا ہے - جس طرح قطرہ دریا سے الگ ہوکر دریا کو بھول جاتا ہے اور خودي کے گھمنڈ میں اپنی چھوتي سي ہستي پر ناز کرنے لگتا ہے، اور اسي کو سب کچھ، سمجھتا ہے، اسي طرح جیو آتما یا روح برهمه یا خدا سے جدا ہو کر اپني اصلیت کو بھول جاتي ہے اور مایا کے جال میں پڑ کر جو چیز فاني ہے، جس چیز کي کوئی اصلیت نہیں ہے اس کو غیر فاني اور اصلي سمجھنے لگتي ہے - اس ناواقفیت اور جہالت کو دور کرنے کے لئے ضرورت ہے گیان یا حقیقت کے علم کي - گیاں کے حاصل ہو نے کے بعد مایا کا پردہ اُتھ جاتا ہے، اور حقیقت آشکارا ہو جاتي ہے - اسی گیان کے حاصل کرنے کے لئے کوئي پوجا پاتھ کرتا ہے، کوئي کتابیں پڑھتا ہے، کوئي ریاضت کرتا ہے، مآل ہر ایک کا وہي ہے، یعني مایا کے پردہ کو ہٹا کر برهمه گیان یاحقیقت کے راز سے آگاهي حاصل کرنا اور جیو آتما کو مایا کے دھوکے سے آزاد کرکے پرماتما میں ملا دینا - اسي کا نام نجات ہے، اور اسي کا نام مکتی ہے - ع

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا -

کبیر صاحب کے حالات

گیارھویں صدي عیسوي میں جنوبي هندوستان میں ایک بزرگ رامانج نامي هوئے هیں - یه ترچناپلي کے قریب سري رنگم میں رهتے تھے - انہوں نے ویدانت سوتر کي شرح لکھي جو "سري بھاش" کے نام سے مشہور هے، اور شري سمپرداے کے نام سے ویشنووں کا ایک پنتھ چلایا جس کی بنیاد بھکتي پر هے اور جس میں شریک هونے کی عوام کو دعوت دي گئي - ذات کي تفریق تو توت نه سکي مگر رامانج نے یه ضرور کہا کہ نجات کا راسته نیچ ذات والوں کے واسطے بھي اُسي طرح کھلا هوا هے جس طرح اونچي ذات والوں کے واسطے - روحانی معاملات میں وہ بخل کرنے کے قطعي خلاف تھے - بھکت مال میں لکھا هے کہ "جو اُپکار جگت کے واسطے سوامي رامانج نے کئے تحریر سے باهر هیں - یه مرکوز خاطر رهتا تھا کہ کسي طرح آدمي بھگوت کے سَنمُکھ هووے - چنانچه جب ان کے گُرو نے شرناگتي منتر اُپدیش کیا اور یه هدایت فرمائي کہ یه منتر جو کوئي سنتا هے پھر اس کو جنم نہیں هوتا - تم کسي سے اس منتر کو نه کہنا - تب سوامي جی نے یه سمجھا کہ مجھ کو اگر گناہ عدم تعمیل گُرو کا هووے تو عذاب دوزخ گوارا هے، لیکن کسی طرح اس جہان کا بھلا هو - اس واسطے منتر مذکور به آواز بلند لوگوں کو سنایا" - [بھکت مال صفحه ۳۹] - اس سے معلوم

هوتا هے کہ مذهبي معاملات میں وہ فراخ دل تھے اور ان کے
خیالات اور ان کا راستہ عام هندؤوں سے الگ تھا -
گُرو چیلے کے سلسلہ کا حساب لگایا جاے تو رامانجؔ
کے بعد پانچویں پیڑھي میں رامانند پیدا هوئے - ان کا
زمانہ چودھویں صدي عیسوي کا اختتام اور پندرھویں صدي
کا آغاز هے - ان کي نسبت یہ مشهور هے کہ ایک عرصہ تک
تیرتھہ یاترا کرنے کے بعد جب گُرو کي خدمت میں
واپس آئے تو ان کے هم‌مذهبوں کو شک هوا کہ سفر کے
زمانے میں کھانے پینے کے وہ قیود جن کو وہ دھرم کا
جزو لاینفک سمجھتے تھے رامانند سے پورے طور سے نہیں
نبھہ سکے اس واسطے انھوں نے رامانند کو اپنے گروہ سے
الگ کر دیا، اور رامانند نے اپني سمپرداے علحدہ چلائي
اور "از روے شاستروں کے یہ ثابت کیا کہ جو شخص بھگوت
سرن هوکر بھگوت بھکتي اختیار کرے تو اس کي نسبت
پابندي برن آشرم کي فضول هے - اس واسطے یہ طریق جاري
کیا کہ جو کوئي هر چھار برن والا کسي سمپرداے میں بھگوت
سرن هوکر بھگوت بھکتي اختیار کرے سب خور و نوش
شامل هو کچھہ خصوصیت برن یعني قوم کي نہ رهے -
اگرچہ اس باب میں احکام کثیر پائے جاتے هیں لیکن
دو ایک کا ترجمہ لکھا جاتا هے - نارد پنچراتر میں لکھا هے
کہ جس طرح باپ اور گرو کے گوت سے اس آدمي کا گوت
مشهور هوتا هے اسي طرح بھگوت بھکتي اختیار کرنے سے
اچہت یعني بھگوت کا گوت هو جاتا هے - سو سب بھکت

باھمدگر بھائي ھیں - اگست سنگھتا میں لکھا ھے کہ جس طرح برھمچرج، گرھست، بان پرست، سنیاس، چار آشرم ھیں، اسی طرح بھگوت بھکتي آشرم ھے، یعنی سب بھگوت بھکت ایک قوم ھیں - بھاگوت میں لکھا ھے کہ جو برھمن سب اپنے کرموں میں سمادھان ھے لیکن بھکت نہیں اس سے کوئی نیچ قوم جو بھکت ھوے بہتر ھے، اور ایک تصدیق یہ بھي ھے کہ بھگوت نے بعد ختم ھونے جگ راجہ جدھشتھر کے بالمیک نیچ قوم کي بہ سبب بھگوت بھکتی کے سب برن آشرم والوں سے زیادہ عزت کري اور خاص رسوئي راجہ جدھشتھر میں بٹھلاکر دروپدي کے ھاتھ سے بھوجن کرایا - غرض اسي طرح کي بہت گواھي ھیں - سو یہ طریق جاري کردہ راماننــد جي کا ان اقوام میں جو کہ دنیادار ھیں مروج نہیں، اِلا جو قوم کہ دنیا کو چھوڑکر کسي سمپردائے میں بھگوت سرن ھوئي یعنی برکت ھوئی، ان میں اب تک مستعمل ھے" - [بھکت مال صفحہ ۵۳] - راماننــد جي نے اپنا متھ بنارس میں قائم کیا تھا اور ان کے مشہور چیلوں میں علاوہ برھمنوں کے ایک مسلمان جولاھہ تھا، ایک جاٹ، ایک چمار، اور ایک نائي - اب اس مسلمان جولاھہ کا حال سنئیے -

کبیر داس کي زندگي کے سوانح کسي مستند اور معتبر کتاب میں نہیں ملتے - چودھویں پندرھویں صدیوں کي تاریخیں چاھے وہ کسي ملک کي ھوں بادشاھوں کے حالات کے اور ان کے جنگ و جدال کے کارناموں سے بھري پڑي ھیں - مؤرخ اکثر شاھي دربار سے وابستہ ھوتے تھے، قوم کے سوشل

حالات، تمدن کا ارتقا، مذاهب کا انقلاب، اِن باتوں کے سمجھنے اور لکھنے کي نہ ان کو فرصت تھي نہ لیاقت - میں تو کبیر کو خوش قسمت کہوں‌گا کہ ان کے زمانہ میں نہ سہي، ان کے مرنے کے کچھہ عرصہ بعد سہي، مگر "آئین اکبري" میں اُن کا ذکر ان الفاظ میں ملتا تو ھے —

"برخے بر آنکہ کبیر موحد آنجا آسودہ بسا حقائق از زبان گفت و کردار او امروز درمیان است از فراخی مشرب و بلندي نظر مسلمانان و ھندو دوست داشتے و چون خامہ استخوان وا پرداخت برھمن بسوختن روے آوردہ و مسلمان بگورستان بردن" - [آئین اکبري - جلد دوم - مطبوعہ نولکشور پریس سنہ ۱۸۹۹ صفحہ ۸۲ -]

[بعض کا بیان ھے کہ کبیر موحد وھاں دفن ھے اور لوگ اس وقت تک اس کے اقوال اور اس کے حالات بیان کرتے ھیں - اس کے طریق کي وسعت اور اس کي نظر کي بلندي کي وجہ سے مسلمان اور ھندو دونوں اس کو دوست رکھتے تھے - جب وہ مرا تو برھمن اس کو جلانا چاھتے تھے اور مسلمان دفن کرنا -]

صاحب "دبستان مذاھب" نے کبیر کا ذکر بیراگیوں کے حال میں اس طرح شروع کیا ھے —

"کبیر جولاھہ نژاد کہ از موحدان مشہور ھندست بیراگي بودہ گویند کبیر در ھنگام مرشد جوئي پیش کاملان مسلمانان و ھندو رفت - انچہ مي جست نیافت، سر انجام

یکے اورا دلالت بہ پیر روشن رواں راماند برہمن نمود"۔
[دبستان مذاهب - صفحہ ۲۰۰ -]

[کبیر جولاهہ کہ هندوستان کے مشہور موحدوں میں ہے بیراگی تھا - کہتے هیں کہ کبیر گرو کی تلاش میں مسلمان اور هندو کاملوں کے پاس گیا - جو ڈھونڈھتا تھا نہ پایا، آخرکار ایک شخص نے پیر روشن دل راماند برہمن کی طرف اس کو توجہ دلائی -]

کبیر داس کی پیدائش اور موت کی تاریخوں تک میں اختلاف ہے - کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ - زمانہ جدید کے وقائع نگاروں کا اتفاق اس پر معلوم هوتا ہے کہ سمبت ۱۴۵۵ میں پیدا هوئے، اور سمبت ۱۵۷۵ میں وفات پائی - اس حساب سے ان کی عمر ایک سو بیس برس کی هوتی ہے - وسکٹ صاحب نے غالباً اسی بنا پر کبیر صاحب کی پیدائش سنہ ۱۳۹۸ ع میں، اور موت سنہ ۱۵۱۸ع میں بیان کی ہے - کبیر پنتھیوں میں ان کی پیدائش کے متعلق یہ پد مشہور ہے اور کبیر صاحب کے شاگرد رشید دھرم داس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے —

चौदह सौ पचपन साल गये चंद्रवार इक ठाठ ठये,
जेठ सुदी बरसायत को पूर्नमासी तिथि परघट भये ।

چودہ سو پچپن سال گئے چندروار اک ٹھاٹھ ٹھئے
جیٹھ سدی برسایت کو پورنماسی تتھی پرگھٹ بھئے

[چودہ سو پچپن سال گئے سوموار کے دن جیٹھ سدی پورنماسی کو ظاهر هوے -]

بابو شام سندر داس صاحب کبیر گرنتھاولي کے دیباچه میں لکھتے ھیں کہ "چودہ سو پچپن سال گئے" سے یه مطلب ہے کہ سمبت ۱۴۵۵ ختم ھو چکا تھا، اور سمبت ۱۴۵۶ شروع تھا، کیونکہ حساب لگانے سے معلوم ھوتا ھے کہ سمبت سنه ۱۴۵۵ میں جیٹھ کي پورنما سوموار کو نہیں پڑتي، ۱۴۵۶ میں البته پڑتي ھے - وفات کے متعلق دو تاریخیں بیان کي جاتي ھیں :

सम्बत पंद्रह सौ औ पांच मो मगहर कियेा गमन, (۱)
अगहन सुदी एकादसी मिले पवन में पवन।

سمبت پندرہ سو آو پانچ مَو مگہر کیو گمن
اگہن سدي ایکادسي ملے پَوَن میں پَوَن

[سمبت پندرہ سو پانچ میں مگہر میں انتقال کیا -
اُگہن سدي ایکادشي کو ھوا میں ھوا مل گئي -]

सम्बत पंद्रह सौ पछतरा कियेा मगहर को गवन, (۲)
माघ सुदी एकादसी रलौ पवन में पवन।

سمبت پندرہ سو پچھترا کیو مگہر کو گَوَن
ماگھ سدي ایکادسي رَلَو پَوَن میں پَوَن

[سمبت پندرہ سو پچھتر میں مگہر میں انتقال کیا -
ماگھ سُدي ایکادشي کو ھوا میں ھوا مل گئي -]

ان دونوں میں پندرہ سو پچھتر زیادہ صحیح معلوم ھوتا ھے -

یه دیکھا گیا ھے کہ دنیا میں بڑے آدمیوں کے واقعات

زندگي میں اکثر خوش اعتقادي کا رنگ چڑھ جاتا ھے اور معمولي واقعات بھي نادر اور عجوبه روزگار بناکر بیان کئے جاتے ھیں - اس لئے جاے تعجب نہیں ھے اگر کبیر کي پیدائش اعجاز اور کرشمه کے لباس میں بیان کي جاتي ھے - کبیر پنتھ کے معتقد کہتے ھیں —

घन गरजे दामिनि दमकै बूंदें बरसें झर लाग गये,
लहर तलाब में कमल खिले तहं कबीर परगट हुए।

گھن گرجے دامن دمکے بوندیں برسیں جھر لاگ گئے
لہر تلاب میں کنول کھلے تھاں کبیر بھانو پرگٹ ھوے

[بادل گرج رھا تھا بجلي کوند رھي تھي' مینھ برس رھا تھا' جھڑي لگي ھوئی تھي' لہر تالاب میں کمل کھلے تھے جس وقت کبیر سورج کي طرح ظاھر ھوئے -]

کبیر کي پیدائش کے متعلق سب سے زیادہ مشہور روایت یه ھے کہ بنارس کا ایک مسلمان جولاھه نیرو نامی اپني بیوي نیما (نعیمه) کے ساتھ جا رھا تھا' جب وہ لہر تالاب کے پاس سے گذرا تو اس نے تالاب کے کنارے ایک نو زائیدہ بچه پڑا دیکھا - اس کو اس بیکس کے حال پر رحم آیا' اور گو نعیمه بدنامي کے خیال سے جھجکتي تھي' مگر وہ بچه کو گھر اُٹھا لایا' اور اس کي پرورش کرنے لگا - قاضی سے جب بچه کے نام رکھنے کي فرمائش کي تو فال میں کبیر کا لفظ نکلا' اور بچه اسي نام سے مشہور ھوا - یه بھي کہا جاتا ھے کہ کبیر ایک بیوہ برھمني کے بطن سے پیدا ھوے تھے - ایک برھمن سوامی رامانند کے بڑے معتقد تھے اور ان کے درشن کرنے کو جایا

کرتے تھے - ایک روز اپنی بیوہ لڑکی کو بھی ساتھ لے گئے - جب لڑکی نے رامانند جی کو پرنام کیا تو انہوں نے اس کو دعا دی کہ تجھے بیٹا ہو - برھمن نے پریشان ہو کر لڑکی کے بیوہ ہونے کا حال بیان کیا رامانند جی نے کہا کہ میرا کہا بےکار نہیں جا سکتا - ایام مقررہ گزرنے کے بعد کبیر داس اس کے بطن سے پیدا ہوے - اس نے لوک لاج کے ڈر سے بچہ کو تالاب کے کنارے پھینک دیا جہاں سے وہ نیرو اور نعیمہ کے گھر پہونچا - یہ روایات کبیر صاحب کی پیدائش کے متعلق سینہ بسینہ چلی آتی ھیں ' اور یہ کہنا مشکل ھے کہ ان میں کتنا اصل واقعہ ھے اور کتنا مبالغہ - اگر یہ صحیح ھے کہ کبیر صاحب ایک ھندو عورت کے بطن سے پیدا ھوے مگر ان کی پرورش روز اول سے ایک مسلمان کے گھر میں ھوئی تو یہ ضرور کہا جاے گا کہ ان کی پیدائش اور پرورش کے یہ واقعات ان کی زندگی کا پیش خیمہ تھے ' کیونکہ ھندوستان کی تاریخ میں کسی شخص کا نام نہیں لیا جا سکتا جس نے ھندو مسلمانوں کو ایک کرنے کی اور ان میں اتفاق اور یکجہتی پیدا کرنے کی کبیر صاحب سے زیادہ کوشش کی ھو -

کبیر صاحب نے اپنی زندگی کے بعض حالات اپنے کلام میں نظم کر دئے ھیں اور اسی وجہ سے یہ وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ھے کہ وہ ذات کے جولاھے تھے ' بنارس میں رھتے تھے ' آخر عمر میں مگہر چلے گئے تھے ' پڑھے لکھے نہ تھے اور رامانند کے چیلے تھے -

जात जुलाहा क्या करे हिरदै बसे गोपाल।

جات جولاهه کیا کرے هردے بسے گوپال

[ذات کا جولاهه هے تو کیا هوا ' دل میں گوپال بسا هوا هے -]

तू बाम्हन मैं कासी का जोलहा, बूझो मेर ज्ञाना।

تو باهمن میں کاسي کا جولها بوجهو مور گیانا

[تو برهمن یعني پنڈت هے میں کاشي کا جولاها هوں ' میرے گیان کو تو سمجھ -]

सकल जनम सिवपुरी गंवाया, मरती बार मगहर उठ धाया।

سکل جنم شو پوري گنوایا مرتي بار مگهر اُٹھ دهایا

[ساری زندگي تو کاشي میں بیتي ' مرتے وقت مگهر چلا گیا -]

कासी में हम परगट भये, हैं रामानन्द चिताये।

کاشي میں هم پرگٹ بهئے هیں رامانند چتائے

[کاشي میں هم پیدا هوئے هیں اور رامانند نے هم کو رموز معرفت سے آگاه کیا هے -]

मसी कागद छूयेा नहीं, कलम गह्यो नहिं हाथ।
चार यो युग का महातम, मुखहिं जनाई बात।

مسي کاگد چهویو نهیں کلم گهیو نهں هاتھ
چار یو جگ کا مهاتم مُکھ هیں جنائي بات

[روشنائي اور کاغذ کبھي نہیں چھوا ' قلم کبھی
ھاتھہ میں نہیں لیا ' لیکن چاروں جگوں کے حالات میں
نے زبان سے بیان کر دئے -]

لڑکپن ھي سے کبیر صاحب دنیا کي طرف کم اور خدا کی طرف زیادہ مائل تھے - ان کے عقائد ویدانتیوں اور صوفیوں کے سے معلوم ھوتے ھیں - دنیا دھوکا ھے ' اس سے مُنھہ موڑکر معبود حقیقي کي طرف رجوع کرنا چاھئے - جس کو خدا مل گیا اس کو سب مل گیا ' بھکتي پریم یا عشق خدا کے ملنے کا سب سے عمدہ ذریعہ ھے ' اور یہ بلا تفریق ذات و مذھب ھر شخص کے امکان میں ھے - خدا ایک ھے ' اور ھندو مسلمان سب اس کے بندے ھیں ' مذھبوں کا فرق بے معنی ھے ' صفاے باطن اور طلب صادق حصول نجات کے لئے کافی ھیں - جوں جوں کبیر صاحب بڑے ھوئے عقائد کا یہ رنگ چوکھا ھوتا گیا اور وہ بھجن گاگا کر لوگوں کو اُپدیش دینے لگے '، مگر عوام ان کو نگرا یعنی بے پیر کہ کے چڑھاتے تھے - اعتراض یہ تھا کہ جس نے خود کسي گرو سے نصیحت نہیں حاصل کی وہ دوسروں کو کیا نصیحت کرےگا ؟ اس وجہ سے ان کو مرشد کي تلاش ھوئي - اس زمانہ میں بنارس میں سوامی رامانند جي سب سے بڑے مہاتما مانے جاتے تھے ' مگر دقت یہ تھي کہ کبیر مسلمان تھے اور ان کو یہ خیال تھا کہ رامانند مجھے چیلا نہ بناویںگے - کبیر نے یہ چال چلي کہ ایک روز علی الصباح گنگا کنارے گھاٹ کی ایک سیڑھي پر جا کر لیٹ رھے '

رامانند جي جب حسب معمول نہانے کے واسطے آئے اور سیڑھیوں سے اُترنے لگے تو اچانک ان کا پاؤں کبیر کے سر پر پڑا - کبیر کلبلائے' رامانند جي کو جب یہ معلوم ہوا کہ ان کا پاؤں کسي انسان پر پڑ گیا ھے تو انھوں نے رام رام کہ کے اپنا پاؤں ھٹا لیا - رامانند تو اپنے راستہ چلے گئے مگر کبیر اسي دن سے اپنے تئیں رامانند کا چیلا کہلے لگے - جب رامانند کو اس کي خبر ھوئي تو انھوں نے کبیر کو بلاکر اس کي تحقیقات کي اور اصل واقعہ سے مطلع ھوکر کبیر کو گلے لگا لیا اور ان کو اپنے مریدوں کے زُمرہ میں داخل کر لیا -

رامانند کے مرید ھونے کے بعد بھي کبیر نے رسمي معنوں میں دنیا کو نہیں چھوڑا - جولاھہ کا پیشہ کرتے تھے' کپڑا بُنتے اور بازار میں جاکر بیچ آتے' کبھی کبھي سادھو سنتوں کو دے ڈالتے اور گھر خالي ھاتھ لوٹ آتے - دنیا میں رہ کر اور دنیاداري کے فرائض انجام دیکر کبیر صاحب درویشانہ زندگي بسر کرتے تھے اور دل بہ یار دست بہ کار کے مصداق تھے - ان کي شادي بھي ھوئي تھي - شادي کے متعلق بیان کیا جاتا ھے کہ جب کبیر کي عمر ۳۰ برس کي تھي وہ ایک روز گنگا کنارے گھومتے پھرتے ایک بن‌کھنڈي بیراگي کي کُٹي کے پاس پہونچکر بیٹھ گئے - کچھ دیر بعد ایک ۲۰ برس کي لڑکي وھاں آئي اور اس نے پوچھا تم کون ھو؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں کبیر ھوں - پھر اس نے ان کي ذات پات کا حال پوچھا تب بھي انھوں نے

وھي جواب دیا ، یعني ”کبیر“ ۔ لڑکي نے کہا سنت تو یہاں اکثر آتے ھیں مگر کسي نے ایسا نام اپنا یا اپني ذات کا نہیں بتایا، کبیر نے کہا کہ ھاں یہ سچ ھے ۔ اتنے میں پانچ سنت آ پہونچے ، لڑکی کُٹي میں سے دودھ لے آئي اور ایک ایک حصہ دودھ کا ھر ایک کو دیا ۔ کبیر نے اپنا حصہ زمین پر رکھ دیا ۔ جب سنت اپنے اپنے حصہ کا دودھ پي چکے تو اُنھوں نے کبیر سے پوچھا کہ تم دودھ کیوں نہیں پیتے ؟ کبیر نے کہا کہ گنگا پار سے ایک اور سادھو آ رھا ھے، میں نے یہ حصہ اس کے واسطے رکھ چھوڑا ھے ۔ لڑکي نے کہا آپ اپنا حصہ پي لیجئے، اس کے واسطے اور دودھ موجود ھے ۔ کبیر نے کہا ھم شبداھاري ھیں ۔ اتنے میں وہ سادھو آ گیا اور دودھ اس کو دے دیا گیا ۔ جب سنتوں نے لڑکي سے اس کا حسب نسب دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ میرے ماں باپ نہیں ھیں ۔ میري پرورش ایک بن‌کھنڈي بیراگي نے کي تھي ، اس کے مر جانے کے بعد اب میں اکیلي رھتي ھوں ۔ بیراگي کہا کرتا تھا کہ میں ایک دن گنگا جي میں اشنان کر رھا تھا ، ایک ٹوکري بہتے بہتے میرے بدن سے آن لگي، میں نے اسے کھول‌کر دیکھا تو اس میں ایک بچہ کپڑوں میں لپٹا ھوا تھا ۔ میں نے گھر لاکر اس کي پرورش کي اور اس کا نام لوئي رکھا ۔ وہ لوئي میں ھوں ۔ پھر لوئي نے کبیر سے کہا ”سوامی ، مجھے کوئي ایسي بات بتائے جس سے شانتي حاصل ھو ۔ کبیر نے اس کو ست نام کي تعلیم دي ۔ لوئي کبیر کے ساتھ چلی آئی اور اس کے گھر میں رھنے لگي ۔ بعض اس کو کبیر

کی بیوی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے ایک لڑکا
اور ایک لڑکی پیدا ہوے، دوسرا گروہ کہتا ہے کہ کبیر اور
لوئی میں زن و شو کا تعلق نہیں ہوا اور بچوں کا وجود
کشف و کرامات سے بتاتا ہے - ایک مرتبہ کبیر نے دریا
میں ایک بچے کی لاش دیکھی، انہوں نے اس کے کان میں
کچھ کہا - بچہ رونے لگا اور زندہ ہو گیا - اسی طرح
ایک دوسرے موقع پر کہا جاتا ہے کہ ایک پڑوسی کی لڑکی
مر گئی تھی، کبیر صاحب والدین کی اجازت سے لاش اپنے
یہاں لے آئے اور اس کو زندہ کر لیا - لوئی نے ان دونوں کی
پرورش کی اور یہ کمال اور کمالی کے نام سے مشہور ہوئے -
مگر کمال دنیا کا آدمی تھا اور کبیر کے نقطۂ نظر سے نااہل -
اُسے کبیر کی روحانیت سے کوئی تعلق نہ تھا، اس سے انہوں
نے کہا ---

ڈوبا بنس کبیر کا اُپجا پوت کمال
ہری کا سمرن چھوڑ کے گھر لے آیا مال

[کمال کا سا لڑکا پیدا ہونے سے کبیر کا خاندان ڈوب
گیا - کمال نے خدا کی یاد چھوڑی اور مال اپنے گھر لایا -]

کمالی کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ایک دن کنوے پر پانی
بھر رہی تھی، ایک پیاسے برہمن نے اس سے پانی مانگا، پانی
پی کر جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ کمالی جولاہے کی لڑکی
ہے تو وہ بہت خفا ہوا اور کہنے لگا کہ تونے مجھے بے دھرم کر
دیا - دونوں کبیر کے پاس آئے، کبیر نے برہمن دیوتا کو بتایا
کہ آخر سمجھو تو پاک اور ناپاک کیا چیز ہے؟ سیکڑوں لاشیں اور

ملوں پتیاں پانی میں سڑا کرتی ہیں ، کروروں آدمی زمین میں دفن ہیں ، اور اسی مٹی سے وہ برتن بنائے جاتے ہیں جن میں تم پانی پیتے اور کھانا کھاتے ہو - کھانا کھاتے وقت تم کپڑے اُتار ڈالتے ہو، صرف ایک دھوتی باندھے رہتے ہو ، مگر وہ دھوتی جلاھے کی بنی ہوئی ہوتی ہے - مکھیاں غلیظ اور مردار پر بیٹھتی ہیں اور وہاں سے اُڑکر تمہارے کھانے پر بیٹھتی ہیں - کیا تم ان کو روک سکتے ہو؟ اسی طرح کا ایک اور قصہ "دبستان مذاهب" میں درج ہے —

"گویند جمعے از برهمنان بر لب آب گنگ نشسته ستائش آن آب می نمودند کہ جمیع گناهان ازو شسته شود مقارن این کلام یکے از برهمنان آب خواست - کبیر کہ سخنان ایشان می شنید از جا جسته کاسه چوبین کہ باخود داشت پرآب کرده نزد برهمن برد - چون کبیر جولاهه نژاد بود کہ مردم فرومایه اند و برهمنان از دست این طائفه نه خورند و نیاشامند آب نه پذیرفت - کبیر گفت شما حال میفرمودند کہ به آب گنگ تن و روان را از آلائش گناه و وسخ ذنوب توان شست کہ همه را زائل می کند - هرگاه این آب ظرف چوبین مرا پاک نیارد کرد چندین ستائش را نه سزد" - [دبستان مذاهب - صفحه ۲۰۰ -]

[کہتے ہیں کہ کچھ برہمن گنگا کنارے بیٹھے ہوئے گنگا جل کی تعریف کر رہے تھے کہ اس سے سارے گناہ دھو جاتے ہیں - ان میں سے ایک نے پانی مانگا - کبیر ان کی باتیں سن

رہا تھا، اُٹھ کر گیا اور اپنا پیالہ پانی سے بھر کر برہمن کے پاس لے آیا - چونکہ کبیر جولاھہ تھا اور برہمن ان لوگوں کے ھاتھ کا چھوا ھوا کھاتے پیتے نہیں ھیں، اس برہمن نے پانی نہیں پیا - کبیر نے کہا آپ ابھی فرماتے تھے کہ گنگا جل سے گناہ کی گندگی سے بدن اور روح دھو جاتے ھیں - اگر یہ پانی میرے برتن کو بھی پاک نہیں کر سکتا تو اس تعریف کے قابل نہیں -]

بھکت مال میں لکھا ھے کہ "کبیر جی کاشی میں بھگوت بھکت ایسے ھوئے کہ جن کی بھکتی اور پرتاپ اور معجزات مشہور و زبان‌زد خلائق ھیں - جنھوں نے بھگوت بھکتی سے خلاف امور کو ادھرم جانا یعنی جوگ و جگ و دان و برت وغیرہ بلا بگھوت بھجن اور بھاؤ کے سب فضول اور ناحق تصور کئے اور فی‌الحقیقت شاستروں کا بھی مطلب خاص یہی ھے کہ دیگر سب سادھن یعنے جوگ، جگ، تپ، دان، وغیرہ مثل صفر کے ھیں، اور رام، نام مثل ھندسہ کے ھے اگر رام نام کا ھندسہ موجود ھے تو وے جوگ، جگ، وغیرہ صفر رام نام کے ھندسہ پر ایزاد ھو کر سب دس گنے ھو جاتے ھیں، اور اگر رام نام کا ھندسہ نہیں تو سب وے صفر ناحق اور خالی از کار بلکہ بجائے نداود کے ھیں، اور مطلب اس تحریر سے یہ ھے کہ جو سادھن ھو وہ واسطے حصول بھکتی اور محبت رام نام اور بھگوت کے ھو نہ برائے دیگر مزخرفات دنیوی و بہشت وغیرہ کے - کبیر جی نے ایک ایسا گرنتھ بنایا جس کو ھر فریق والا تسلیم کرے اور بلا تعصب واسطے مغفرت ھر ایک کے کار آمد ھو - بھگوت

بھجن بلا تزلزل کرنےوالے ایسے تھے کہ بھجن کے روبرو برن آشرم دھرم سب ناچیز تصور کئے" - [بھکت مال - صفحہ ۲۳۹ -]

کبیر سے هندو اور مسلمان دونوں ناخوش رهتے تھے - هندو اس لئے کہ مسلمان هوکر هندو مذهب کی تعلیم و تلقین کا دعوی کرتے تھے' اور مسلمان اس لئے کہ وہ هندو مذهب کے عقائد کی ثنا و صفت کرتے تھے - علاوہ بریں چونکہ کبیر صفائے باطن اور اصلاح قلب کے قائل اور عامل تھے وہ مذهب کے ظاهری پاکھنڈ اور رسم و رواج کے کھلے بندوں مذمت کرتے تھے' اور هندو مسلمانوں کو یکساں پھٹکارتے تھے - مثلاً ملاحظہ هو

संतो राह दोउ हम डीठा,
हिन्दू तुरुक हटा नहिँ मानैं, स्वाद सबन को मीठा।
हिन्दू बरत एकादसी साधै, दूध सिँघाड़ा सेती,
अन को त्यागे मन नहिँ हटकै, पारन करे सगोती।
रोजा तुरुक नमाज गुजारे, बिस्मिळ बांग पुकारे,
इनको भिस्त कहां ते होइ है, सांझै मुरगी मारै।
हिन्दू दया मेहर को तुरकन दोनों घट से त्यागी,
वे हलाल वे झटका मारैं, आग दुनो को लागी।
हिन्दू तुरुक की एक राह है, सतगुरु इहै बताई,
कहहिं कबीर सुनो हो सन्तो राम न कहेउ खुदाई।

سنتو راہ دوؤ هم ڈیٹھا
هندو تُرک هٹا نهیں مانے سواد سبن کو میٹھا

هندو برت ایکادسي سادھے دودھ سنگھاڑا سیتي
آن کو تیاگے من نہیں هٹ کے پارن کرے سگوتي
روجا تُرک نماج گجارے بسمل بانگ پکارے
ان کو بِہست کہاں تے هوئي هے سانجھے مُرگي مارے
هندو دَیا مہر کو ترکن دونوں گھٹ سے تیاگی
وے حلال وے جھٹکا ماریں آگ دُنوں کو لاگي
هندو ترک کي ایک راہ هے ست گُرو اِهَے بتائي
کہي هي کبیر سنو هو سنتو رام نہ کہے او کھودائي

[سنتو ' هم نے دونوں راستے دیکھے - هندو مسلمان اپني هٹ سے نہیں مانتے ' مزہ دونوں کا میٹھا هے - هندو ایکادشي کا برت رکھ کر دودھ سنگھاڑا کھاتے هیں ' اناج چھوڑتے هیں ' مگر من نہیں رکتا ' گوشت کھاتے هیں - مسلمان روزہ نماز کرتے هیں ' بسم‌اللہ کی بانگ لگاتے هیں ' ان کو کہاں سے بہشت ملیگي جو روز شام کو مرغي مارتے هیں - هندؤوں نے دل سے دَیا چھوڑ دي اور مسلمانوں نے مہرباني چھوڑ دي ' وہ حلال کرتے هیں ' وہ جھٹکا مارتے هیں ' دونوں کو آگ لگي هے - ست گُرو نے یہي بتایا هے کہ هندو مسلمانوں کي ایک راہ هے - کبیر کہتا هے کہ سنتو ' سنو رام نہ کہو تو خدا کہو -]

روایت هے کہ هندو مسلمان دونوں نے تنگ آکر بادشاہ وقت سکندر لودي سے شکایت کي ' اور بادشاہ نے ان کے مارے جانے کا حکم دیا - حکم کي تعمیل اس طرح کي گئي کہ کبیر

کو زنجیروں سے جکڑکر ایک ناؤ میں بٹھا دیا اور ناؤ میں پتھر بھر دئیے - خدا کی قدرت دیکھئیے کہ ناؤ ڈوب گئی اور کبیر مرگ چھالا پر بیٹھے پانی پر تیرتے نظر آئے - پھر پکڑے گئے، آگ میں ڈالے گئے، مگر اس آتشین غسل سے بھی ان پر آنچ نہ آئی - حکم ہوا کہ ہاتھی کے پاؤں سے کُچلے جائیں، مگر ہاتھی کو کبیر ایک مہیب شیر کی شکل میں نظر آئے اور وہ خود ڈرکر بھاگ گیا - کبیر صاحب کا ایک شعر بھی اس واقعہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے —

गंगा गोसाइनी गहिर गंभीर,
जंजीर बांध के खरे कबीर।
मन न डगे तन काहे को डराये,
चरन कमल चित रहो समाये।
गंग की लहर मेरी टूटी जंजीर,
मृगछाला पर बैठे कबीर।
कह कबीर कोउ संग न साथ,
जल थल राखत हैं रघुनाथ।

گنگا گوسائنی گہِر گنبھیر
جنجیر باندھہ کر کھرے کبیر
من نہ ڈگے تن کاھے کو ڈرائے
چرن کمل چت رہو سمائے
گنگ کی لہر میری ٹوٹی جنجیر
مرگ چھالا پر بیٹھے کبیر

کہ کبیر کوؤ سنگ نہ سانتھ
جل تھل راکھت ھیں رگھوناتھ

[گنگا بہت گہري ھے، کبیر زنجیر میں بندھے کھڑے ھیں، دل مضبوط ھو تو تن کیوں خوف کھائے - میرے دل میں بھگوان کا قدم سمایا ھوا ھے، گنگا کي لہر سے میري زنجیر توٹ گئي، کبیر مرگ چھالا پر بیٹھے ھیں - کبیر نہ کوئي سنگ ھے نہ ساتھ، تري اور خشکي میں رگھوناتھ حفاظت کرتے ھیں -]

کبیر صاحب کے کلام میں شیخ تقی کا نام کبھي کبھي آتا ھے، مثلاً —

घट घट में अबिनाशी, सुनो तकी तुम सेख,

گھٹ گھٹ میں ابناشی سنو تقي تم شیخ

[اے شیخ تقي، تم سنو، ھر دل میں لازوال (خدا) بستا ھے -]

मानिकपूर में कबीर बसै री,
मिद्हत सुन सेख तकी केरी।
ओजी सुनी जौनपूर थाना,
भूंसी सुनी पीरन के नामा।

مانک پور میں کبیر بسے ري
مدحت سن شیخ تقي کے ري
اوجي سني جونپور تھانا
جھونسي سني پیرن کے ناما

[شیخ تقی کی تعریف سن کر کبیر کچھ دن
مانک‌پور میں رہا ، اس نے جونپور میں اوجی کا حال
سنا ، جھونسی میں اس نے پیروں کے نام سنے -]

مسلمان کبیر پنتھیوں کا خیال ہے کہ کبیر شیخ تقی کے مرید تھے اور ھندو سمجھتے ھیں کہ شیخ تقی اور کبیر سے مذھبی مباحثہ ھوا کرتا تھا - اصلیت یہ معلوم ھوتی ہے کہ اپنی طول طویل سیر و سیاحت میں جس کا سلسلہ شاید بلخ تک پہونچا تھا کبیر صاحب کی صحبت صوفی منش بزرگوں سے رھی ھوگی ، کیونکہ کبیر صاحب کے خیالات ان سے ملتے جلتے تھے ، اور شیخ تقی غالباً اسی وضع کے کوئی بزرگ ھوں‌گے - وسکٹ صاحب کی رائے ہے کہ اس نام کے دو بزرگ تھے ایک کا مسکن الہ‌آباد اور فتحپور کے درمیان کڑا مانک‌پور کا قصبہ تھا ، یہ ذات کے ندّاف اور فرقہ چشتیہ کے صوفی تھے ، ان کی اولاد اس گرد و نواح میں اب تک پائی جاتی ہے - دوسرے شیخ تقی الہ‌آباد کے قریب جھونسی کے قصبہ کے رھنے والے تھے ، اور فرقہ سہروردیہ کے صوفی تھے - ان کی قبر اب تک جھونسی میں پوجی جاتی ہے - کبیر صاحب کا کلام ظاھر کرتا ہے کہ ان کے دل و دماغ پر اسلام کا کافی اثر تھا ، جہاں وہ اسلام کے بعض رسم و رواج کا مذاق اُڑاتے تھے وھیں اسلام کے بعض عقائد سے وہ ضرور متفق تھے - توحید کی تلقین ، بت پرستی کی مذمت ، ذات پات اور چھوت چھات سے انکار ، جس طرح کبیر صاحب کرتے ھیں اس سے معلوم ھوتا ہے کہ مروجہ ھندو مذھب سے اختلاف کرنے کی ضرور ایک وجہ یہ

تھي کہ ان باتوں میں انھوں نے اسلام کا اثر قبول کیا تھا -

पाहन पूजे हरि मिलें तो मैं पूजूँ पहार,

پاھن پوجے ھری ملیں تو پوجوں پہار

[اگر پتھر کے پوجنے سے ھري (خدا) ملے تو میں پہاڑ کو پوجوں -]

एक जोतिहिं सब उपजा, कौन बहमन कौन सूदा,

ایک جوتي میں سب اُپجا کون باھمن کون سودا

[ایک نور سے سب پیدا ھوئے ھیں ' کون برھمن ھے اور کون شودر -]

कहे कबीर इक राम जपो रे, हिन्दू तुरुक न कोई।

کھے کبیر اک رام جپورے ھندو ترک نہ کوئي

[کبیر کہتا ھے ایک رام کو جپو ' نہ کوئي ھندو ھے نہ مسلمان -]

اور کبیر صاحب پر کیا موقوف ھے ' اسلام کے عقائد اور اسلام کی مثال کا اثر ھندؤوں پر شمالی ھندوستان میں عالمگیر تھا - مسٹر مہادیو گوبند راناڈے کي رائے ھے کہ شمالي اور جنوبي ھندوستان میں ھندؤوں کے بعض رسم و رواج میں جو بیّن فرق نظر آتا ھے ' خصوصاً شودروں اور اچھوتوں کے ساتھ شمالي ھندوستان میں جو کم سختی برتی جاتي ھے اس کی ایک وجہ یہ ھے کہ شمالي ھندوستان میں اسلام کا اثر گہرا اور دیرپا تھا - اور یہ کوئي تعجب کي بات نہیں - جب

تک انسان انسان ھے وہ اپنے گرد و پیش کے اثروں کو ضرور قبول کرےگا - ھندوستان کي تاریخ کو جن لوگوں نے غور سے پڑھا ھے اور اس ملک کے ھندو مسلمانوں کے مذھبي عقائد اور سوشل رسم و رواج کو اچھي طرح پرکھا ھے وہ جانتے ھیں کہ مسلمانوں کا ھندؤوں پر اور ھندؤوں کا مسلمانوں پر کیسا گہرا اور وسیع اثر پڑا ھے، یہاں تک کہ ایک فرنگي فلسفي کي رائے ھے کہ —

Sufism is the lyrical version of Vedanta.

[صوفي مذھب ویدانت ھے مگر غزل کي شکل میں -]

اس جگہ یہ بھي کہ دوں کہ کبیر صاحب پر عیسائي مذھب کا کوئي اثر نہ تھا اور نہ ھو سکتا تھا - وسکٹ صاحب نے دبي زبان سے اور سر جارج گریرسن نے امپیریل گریٹیر آف انڈیا کي دوسري جلد میں کھل‌کر یہ فرمایا ھے کہ کبیر صاحب پر مذھبِ عیسوي کا اثر تھا - سر جارج گریرسن تو یہاں تک کہتے ھیں کہ انھوں نے نہ صرف اپنے عقائد بلکہ جن الفاظ میں ان عقائد کو بیان کیا، وہ بھي نسطوري عیسائیوں سے حاصل کئے تھے - میري رائے میں یہ دعویٰ اسي قدر بے بنیاد اور لغو ھے جس قدر بعض فرنگیوں کا یہ دعویٰ کہ سنسکرت کے ناٹک یوناني ناٹکوں سے نقل کئے گئے ھیں - اس میں شک نہیں کہ اِس وقت دنیا میں فرنگي اقوام کا تسلط ھے، نہ صرف ملک اور زمین پر، بلکہ دل و دماغ پر بھي - اس میں بھی شک نہیں کہ پچھلے تین سو برس میں مادّي دنیا میں فرنگیوں نے حیرت انگیز ترقي کي ھے،

لیکن اس کے معنی یہ ھرگز نہیں کہ دنیا میں جو کوئی چیز ھے وہ فرنگي ھے یا فرنگیوں کي نقل ھے - خود عیسائي مذھب نے بودھ مت اور ایشیا کے دیگر مذاھب سے جو کچھہ سیکھا اس کا ذکر نہیں کیا جاتا، مگر جہاں اس کا وجود بھي نہیں وھاں عیسائي اثر کو خواہ مخواہ قائم کیا جاتا ھے - کبیر صاحب مذھبي آدمی تھے، اور ان کے کلام میں شروع سے آخر تک مذھب کا چرچا ھے، مگر عیسائي مذھب کا کہیں نام بھي نہیں - ان کے بیانات سے صاف واضح ھوتا ھے کہ وہ مسلمانوں اور ھندؤوں کے علاوہ کسي اور کے مذھب سے واقف نہ تھے :

(۱) करता करतम बाजी लाई
हिन्दू तुरक दोई राह चलाई

کرتا کرتم باجي لائی
ھندو ترک دوئي راہ چلائي

(۲) संतो राह दोउ हम डीठा
हिन्दू तुरक हटा नहीं जाने
स्वाद सबन को मीठा

سنتو راہ دؤو ھم ڈیٹھا
ھندو ترک ھٹا نہیں جانے
سواد سبن کو میٹھا

(۳) अरे इन दोहुं राह न पाई
हिन्दुन की हिन्दुआई देखी, तुरकन की तुरकाई।

ارے ان دُوھن راہ نہ پائی
ھندوں کي ھندوائي دیکھي ترکن کي ترکائي

مرنے سے کچھ دن پہلے کبیر صاحب بنارس سے مگھر چلے گئے تھے - عوام کا عقیدہ ھے کہ جو کاشي میں مرتا ھے اس کي مُکتي ھو جاتي ھے، اور مگھر کي نسبت یہ مشہور ھے کہ وھاں جو مرتا ھے اس کا دوسرا جنم گدھے کا ھوتا ھے - کبیر صاحب کو بھگوت پریم پر بھروسہ تھا اور اپني بھکتي پر ناز - وہ سمجھتے تھے کہ میرے عشق صادق نے مجھے ان جھگڑوں سے بےنیاز کر دیا ھے اور پرماتما ھر دم میرے ساتھ ھے - فرماتے ھیں —

क्या कासी क्या ऊसर मगहर राम हिरदै बस मोरा ।
जो कासी तन तजे कबीरा रामै कौन निहोरा ॥

کیا کاشي کیا اوسر مگھر   رام ھردے بس مورا
جو کاسي تن تجے کبیرا   رامے کون نہورا

[کاسي ھو یا اوسر مگھر مجھے پروا نہیں، میرے دل میں رام بسا ھوا ھے، اگر کبیر کی موت کاشي میں ھوتي تو پھر رام کا کون سا احسان ؟ مطلب یہ کہ کاشی میں جو کوئي مرتا ھے اس کي مکتي تو ھوتي ھي ھے، کبیر مرے تو اس کي مکتي بھی ھو جاےگي - ھاں، مگھر میں مروں اور مکتی ھو تو معلوم ھو کہ رام نے اپنے بھکت کي قدرداني کي -]

ایک نکتہ اور ذہن میں رکھنے کے قابل ھے کہ کبیر صاحب جب "رام" کا لفظ استعمال کرتے ھیں تو ان کا مطلب آجودھیا کے رامچندر جی سے نہیں ھوتا بلکہ اسی ایک پرماتما سے ھوتا ھے جس کو وہ سرگن اور نرگن یعنی صفات اور ذات سے اعلیٰ اور ارفع جانتے ھیں -

सकल जनम शिवपुरी गंवाया
मरती बेर मगहर उठ धाया ।
बहुत बरप तप कीया कासी
मरन भया मगहर को बासी ॥

سکل جنم شِوپوری گنوایا
مرتی بیر مگہر اُٹھ دھایا
بہت برکھ تپ کی آ کاسی
مرن بھیا مگہر کو باسی

[ساری زندگی شِوپوری (بنارس) میں صرف کی ' مرتے وقت مگہر چلا گیا ' بہت برس کاشی میں تپ کیا ' مرتے وقت مگہر کا باشندہ بنا -]

مشہور ھے کہ مرنے کے بعد کبیر صاحب کے ھندو اور مسلمان مریدوں میں جھگڑا ھوا - ھندو کہتے تھے کہ ھم لاش کو جلاوینگے ' مسلمان کہتے تھے کہ ھم دفن کرینگے - جھگڑے نے طول کھینچا اور تلوار چلنے کو تھی کہ لاش کے اوپر سے چادر اُٹھاکر جو دیکھا تو لاش کی جگہ پھولوں کا ایک ڈھیر نظر آیا - آدھے پھول مسلمانوں نے لیکر مگہر میں دفن کئے '

اور ان پر ایک مزار بنا دیا ' باقي پھول ھندؤں نے جلاکر بنارس میں لاکر دفن کئے اور اُن پر ایک مَتھ بنوا دیا جو کبیر چورے کے نام سے مشہور ھے -

چناں با نیک و بد عرفي بسر برکز پسِ مردن
مسلمانت بزمزم شوید و ھندو بسوزانک

منشی محمد خلیل انصاري صاحب نے مگہر کو خود جاکر دیکھا ھے - اپني کتاب کبیر جنم ساکھی مطبوعہ سنہ ۱۹۲۵ میں لکھتے ھیں :—

ریلوے استیشن مگہر سے قریب آدھ میل ھے - راستہ صاف نہیں ھے - مزار ایک پختہ چھاردیواري سے محدود ھے جس کے دو دروازے ھیں - احاطہ کے اندر چند مکانات شاگردپیشوں کے بنے ھوئے ھیں جو اب غیرآباد ھیں . . . . دو درخت زبردست اِملي کے کھڑے ھوئے مزار پر سایہ‌فگن ھیں - دو گاؤں شاھي وقت سے معافي مزار کے متعلق ھیں' ایک سِرموا معافي مسلمانوں کے اھتمام وصول تحصیل میں ھے ' دوسرا موضع بِلوا ھندؤں کے متعلق معافي ھے - اطیع‌الله و امانت‌الله مجاور مزار کے ھیں . . . . مزار کے برابر ایک دوسرا احاطہ بطور سمادھ کے بنا ھوا ھے جس میں ایک مستقل سادھو رھتا ھے - جو تحائف یا پرشاد ھندو لاتے ھیں اس کے پاس جمع ھوتے ھیں - ھم کو بھي اس

ہندو سادھو نے جس کا نام گیا داس ہے تھوڑي سي
مٹھائي دي جو بطور تبرک کے تھي ۲۷
ماہ ربیع الثانی کو عرس ہوتا ہے .... ایسے ہي
ایک میلہ ہندؤوں کي جانب سے ہوتا ہے - دور
دور سے لوگ ہندو مسلمان آتے ہیں - دونوں مدفن
برابر بنے ہوئے ہیں - احاطے جدا جدا ہیں ہندو
کہتے ہیں کہ یہ مقام ہے جہاں ان کے پھول
دفن کر دئے گئے ' یا وہ غائب ہو گئے - مسلمان اپنے
مزار کو مقام مدفن قرار دیتے ہیں - غرضکہ اپنے
اپنے خیال سے کام لے رہے ہیں - دونوں دیہات کي
معافیات سے خود بھي کھاتے پیتے ہیں اور صادر
وارد کي بھي خاطر تواضع کرتے ہیں -

کبیر صاحب پر کیا موقوف ہے ' ہر بڑے آدمي کے متعلق '
خصوصاً ہر مذہبي پیشوا کي زندگي کے گرد عوام کا تخیل
اور مریدوں اور چیلوں کي خوش اعتقادي اس قسم کے کشف
و کرامات کي روایات جمع کر دیتي ہے - شاید اِن سے اس
امر کا اظہار بھي مقصود ہوتا ہے کہ طالب صادق اگر اپنے
محبوب کي تفتیش اور تجسّس میں اپنے تئیں خاک میں
ملا دیتا ہے تو پرماتما بھي اُس کا ساتھ کبھي نہیں چھوڑتا
اور آڑے وقت سدا اس کے کام آتا ہے اور ہمیشہ اس کي
مشکلکشائي کرتا ہے - بہر حال ان سنتوں اور مہاتماؤں کي
زندگي کا اصلي سبق معجزوں اور کرامات کے قصوں سے نہیں
حاصل ہوتا بلکہ ان کی اخلاقي اور روحاني تعلیم سے اور

اس سچي شہادت سے جو وہ اپني زندگي اور اپنے تجربہ سے دنیا کے سامنے پیش کرتے ھیں - کبیر صاحب کي لاش غائب ھو گئي ھو یا نہ غائب ھو گئي ھو' کبیر صاحب کے سامنے سے ھاتھي بھاگ گیا ھو یا نہ بھاگ گیا ھو' لیکن اس سے کون انکار کرے گا کہ اُنھوں نے اپني پوری کوشش مکر و ریا' آڈمبر اور پاکھنڈ کے توڑنے' حق اور سچائي کے پھیلانے' اور ھندؤوں اور مسلمانوں' برھمنوں اور شودروں کو ایک کرنے میں صرف کي' اور ان کا شمار صاحبان معرفت اور مصلحان مذھب کي بزم نوراني کے بالانشینوں میں ھے - اھل ھند احسان فراموش نہیں ھیں' اور وہ اس سچے' نیک' اور نِڈر مہاتما کي گراں مایہ اور لازوال خدمت کو فراموش نہیں کرینگے -

کبیر صاحب جیسا کہ وہ خود اقرار کرتے ھیں پڑھے لکھے نہ تھے - اُنھوں نے لوگوں کے دلوں کو تیغ زبان سے تسخیر کیا تھا - ان کے مرنے کے بعد اُن کے مریدوں اور چیلوں نے ان کا کلام جمع کیا' اور اب ان کے نام سے بہت سي تصانیف چھپ گئي ھیں - وسکٹ صاحب نے ۸۲ کتابوں کي فہرست چھاپي ھے - اس میں نئي اور پراني سبھی کتابیں ھیں' اور بعض کتابوں کے نام ایک سے زیادہ مرتبہ آ گئے ھیں - اجودھیا سنگھ جي اُپادھیاے کي کبیر بچناولي میں ذیل کی ۲۱ کتابوں کي فہرست درج ھے :

۱ — سکھہ ندھان   सुख निधान

۲ — گورکھہ ناتھہ کي گوشٹي   गोरखनाथ की गोष्ठि

۳ — کبیر پانجي	कबीर पांजी
۴ — بلخ کي رميني	बलख़ की रमैनी
۵ — آنند رام ساگر	आनन्द राम सागर
۶ — راماند کي گوشتي	रामानन्द की गोष्टि
۷ — شبداولی	शब्दावली
۸ — منگل	मंगल
۹ — بسنت	बसन्त
۱۰ — هولي	हेाली
۱۱ — ریختہ	रेख़ता
۱۲ — جهولن	झूलन
۱۳ — کَہرَا	कहरा
۱۴ — هنڈولا	हिँडोला
۱۵ — بارہ ماسا	बारहमासा
۱۶ — چانچر	चांचर
۱۷ — چونتیسي	चैांतीसी
۱۸ — الف نامہ	अलिफ़नामा
۱۹ — رميني	रमैनी
۲۰ — ساکهي	साखी
۲۱ — بیجک	बीजक

یہ سمجھ میں آتا ھے کہ جو کلام سیکڑوں برس تک لوگوں کي زبان پر رھےگا اس میں لفظي تغیر و تبدل ضرور هوا هوگا - کہیں کہیں لکھنے والے نے بھي کچھ گھٹا بڑھا دیا هوگا - لیکن کبیر صاحب کي تعلیم و تلقین کے اُصول ایسے

صاف اور صریح هیں اور اُن کا بیان بار بار اس طرح پر هوا هے کہ کسی پڑهنے والے کو اُن کے متعلق کچهہ شک و شبهہ کی گنجائش باقی نہیں رهتی - سکهوں کے آدی گرنتهہ میں جہاں اور سنتوں کا کلام هے وهاں کبیر صاحب کا کلام بهی هے - بیجک کے کئی ایڈیشن شائع هو چکے هیں - بابو شیام سندر داس صاحب نے دو قلسی نسخوں کی مدد سے "کبیر گرنتهاولی" کو ترتیب دیا هے - الهآباد کے بلویڈیر پریس نے "کبیر شبداولی" کے نام سے ایک کتاب چار حصوں میں چهاپی هے اور ایک عیسائی پادری ریورنڈ احمد شاہ نے کبیر کی بیجک کا انگریزی ترجمہ شائع کیا هے -

کبیر صاحب کي تعلیم اور تلقین

(۱) توحید

کبیر صاحب اپني تلقین میں دو باتوں پر بہت زور دیتے تھے ' ایک توحید ' دوسرے بھکتي - دنیا کا مالک ایک ھے ' اُس کا کوئي شریک نہیں ' اس کے سامنے دیوي دیوتاوں کي کوئي حقیقت نہیں ' وہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ھے ' اُس تک پہونچنے کے لئے محض سچے پریم کي ضرورت ھے ' کسی کي وساطت اور شفاعت درکار نہیں - جب ھمہ اوست کا رنگ غالب ھوتا ھے تو کہتے ھیں کہ خالق مخلوق میں ھے اور مخلوق خالق میں - یہ دونوں الگ الگ نہیں ھیں - اَوِدیا اور اگیان نے دوئي کا پردہ ڈال رکھا ھے - اگر جہالت کے بادل چھنٹ جائیں اور اھنکار (خودي) کي تاریکي دور ھو جائے تو چشم بینا کو ھمہ اوست کي حقیقت صاف نظر آنے لگے - وہ کہتے ھیں کہ مایا کي نقاب ھٹا دو اور معشوق ازل کي آرائش جمال کا معائنہ کرو -

साहब मेरा एक है, दूजा कहा न जाय, (۱)
दूजा साहब जो कहूं, साहब खरा रिसाय।

صاحب میرا ایک ھے دوجا کہا نہ جاے
دوجا صاحب جو کہوں صاحب کھرا رساے

[میرا مالک ایک ھے - دوسرا نہیں کہ سکتا - اگر دوسرا مالک کہوں تو میرا مالک مجھ سے ناراض ھو جائےگا -]

जाके मुंह माथा नहीं, नाहीं रूप करूप, (२)
पुहप बास से पातरा, ऐसा तत्त्व अनूप।

جاکے منھ ماتھا نہیں نا ھیں روپ کُروپ
پُھپ باس سے پاترا ایسا تَتْو انوپ

[جس کے نہ منھ ھے نہ ماتھا ھے ' نہ خوبصورت ھے نہ بدصورت ' وہ ایک عجیب جوھر ھے پھول کی بو سے بھی زیادہ لطیف -]

जनम मरन से रहित है, मेरा साहब सोय, (३)
बलिहारी उस पीउ के, जिन सिरजा सब कोय।

جنم مرن سے رَھت ھے میرا صاحب سوے
بلهاري اس پیو کے جن سِرجا سب کوے

[جو پیدائش اور موت سے آزاد ھے وہ میرا مالک ھے ' اس محبوب کے قربان جس نے سب کو پیدا کیا -]

साई मेरा एक तू, और नहि दूजा कोय, (४)
जो साहब दूजा कहे, दूजा कुल का होय।

سوئي میرا ایک تُو اور نہیں دوجا کوے
جو صاحب دوجا کہے دوجا کل کا ھوے

[میرا ایک تو ھے ' دوسرا کوئي نہیں ھے ' جو دوسرا مالک کہے وہ دوغلے خاندان کا ھے -]

सरगुन की सेवा करो, निरगुन का करो ज्ञान, (५)
निरगुन सरगुन से परे, तहीं हमारा ध्यान।

سرگن کی سیوا کرو نرگُن کا کرو گیان
نرگن سرگن سے پرے تہیں ھمارا دھیان

[صفات کي خدمت کرو اور ذات کا علم حاصل کرو ' صفات اور ذات سے جو پرے ھے ھمارا دھیان وھاں ھے -]

तेरा साईं तुझ में बसे, ज्यों पुहुपन में बास, (६)
कस्तूरी का मृग ज्यों, फिर २ ढूंढे घास।

تیرا سائیں تجھ میں بسے جیوں پُہُوپن میں باس
کستوري کا مرگ جیوں پھر پھر ڈھونڈے گھاس

[تیرا مالک تجھ میں اس طرح ھے جس طرح پھولوں میں بو ' اور تو اُس کو اِدھر اُدھر تلاش کرتا پھرتا ھے جس طرح ھرن اس بات سے بے خبر ھوتا ھے کہ نافہ اس کے جسم میں ھے اور اِدھر اُدھر گھاس میں ڈھونڈتا پھرتا ھے -]

जा कारन जग ढूंढिया, सो तो घटहि मांहि, (७)
परदा दीया भरम का, ताते सूझत नांहि।

جا کارن جگ ڈھونڈیا سو تو گھٹ ھي مانھ
پردہ دي آ بھرم کا تاتے سوجھت نانھ

[جس کو تو دنیا بھر میں ڈھونڈتا پھرتا ھے وہ

تجھي میں ھے - شک کا پردہ پڑا ھے اس لئے سوجھتا نھیں -]

ज्यों तिल मांहि तेल है , ज्यों चकमक में आग , (८)
तेरा सांई तुझमें बसे , जाग सके तो जाग ।

جیوں تِل ماھیں تیل ھے جیوں چکمک میں آگ
تیرا سائیں تجھہ میں بسے جاگ سکے تو جاگ

[تیرا مالک تجھہ میں اس طرح ھے جس طرح تِل میں تیل اور چقماق میں آگ - اگر تو جان سکے تو جان -]

ज्यों नैनन मां पूतरी , त्यों खालिक घट मांहि , (९)
मूरख लोग न जानहीं , बाहर ढूंढन जांहि ।

جیوں نینن ماں پوتري تیوں کھالک گھٹ مانھ
مورکھہ لوگ نہ جانھیں باھر ڈھونڈھن جانھ

[خالق دل میں اُسی طرح ھے جس طرح آنکھ میں پُتلي ' بیوقوف جانتے نہیں ' باھر ڈھونڈھتے پھرتے ھیں -]

तूं तूं करना तूं भया , मुझमें रही न हूं , (१०)
वारी तेरे नाम पर , जित देखूं तित तूं ।

توں توں کرنا توں بھیا مجھہ میں رھي نہ ھوں
واری تیرے نام پر جت دیکھوں تت توں

[تُو تُو کرتے کرتے میں تُو ھو گیا ' مجھہ میں خودي باقي نہیں رھي - تیرے نام کے قربان ' جدھر دیکھوں تو ھي تو ھے -]

खालिक खळक, खलक में खालिक, (११)
सब घट रहो समाय।

کھالک کھلک، کھلک میں کھالک،
سب گھٹ رہو سمائے

[خالق ہے خلق میں، اور خلق ہے خالق میں -
سبھوں میں وہ سمایا ہوا ہے -]

اسی خیال کو فارسي کا شاعر یوں نظم کرتا ہے —

در حقیقت نسب عاشق و معشوق یکست
بوالفضولاں صنم و برهمنے ساختہ اند

हेरत हेरत हेरिया, रहा कबीर हेराय, (१२)
बूंद समाई समुद्र में, सेा कित हेरी जाय।

هیرت هیرت هیریا رها کبیر هرائے
بوند سمائي سمدر میں سو کِت هیري جائے

[اے کبیر، ڈھونڈتے ڈھونڈتے ڈھونڈھنے والا آپ کھو گیا،
بوند سمندر میں سما گئي، تو کس طرح ڈھونڈی جائے -]

غالب نے بھي کچھ ایسا هي خیال نظم کیا ہے —
هاں اهل طلب کون سنے طعنۂ نایافت
دیکھا کہ وہ ملتا نہیں اپنے هي کو کھو آئے

कबिरा दुनिया देहरे सीस नवावन जाय, (१३)
हिरदै ही माँ हरि बसैं, तू ताहि ळव लाय।

کَبِرا دنیا دیہرے سیس نواوَن جاے
ہردے هي ماں هر بسیں تو تاهي لَو لاے

[اے کبیر ' دنیا مندروں میں سر جھکاتي پھرتي هے '
ایشور دل میں هے ' تُو اُسي سے لَو لگا -]

जैसे बट का बीज , ताहि में पत्र फूल फल छाया , (۱۴)
काया मध्ये बूंद बिराजे , बूंदे मध्ये काया ।

جیسے بَت کا بیج تاهي میں پَتر پُھول پَھل چھایا
کایا مدّھے بوند براجے بوندے مدّھے کایا

[جیسے برگد کے بیج میں پتّا پھول پھل سایہ سب کچھ هوتا هے ' بوند کے اندر جسم هے ' اور جسم کے اندر بوند -]

اس میں یہ نکتہ بھي هے کہ برگد کا درخت بہت بڑا اور بیج بہت چھوٹا هوتا هے - اسي خیال کو ایک اردو شاعر نے نظم کیا هے —

جو تخم میں مجمل هے مفصل هے شجر میں

मोको काहां ढूंढा रे बंदे , मैं तो तेरे पास में , (۱۵)
ना मैं देवल , ना मैं मसजिद , ना काबे कैलास में ।

موکو کاهاں ڈھونڈھا رے بندے میں تو تیرے پاس میں
نا میں دیول نا میں مسجد نا کعبے کیلاس میں

[اے بندے ' مجھے کہاں ڈھونڈتا هے ' میں تو تیرے پاس

ھوں، نہ میں مندر میں ھوں، نہ مسجد میں، نہ کعبہ میں، نہ کیلاش میں -]

(۱۹)

कर्त्ता है एक अगम है आप,
वाके कोई माई ना बाप।
कर्त्ता को नहीं बंधु औ नारी,
सदा अखंडित है अगम अपारी।
कर्त्ता कुछ खावे ना पीवे,
कर्त्ता कबहुं मरे ना जीवे।
कर्त्ता के कुछ रूप न रेखा,
कर्त्ता के कुछ बरन न भेषा।
जाके जात गोत कछु नाहिँ,
महिमा बरन न जाय मो पाहिँ।
रूप अरूप नहिँ तेहि नांव,
बरन अबरन नहिँ तेहि ठांव।
कहैं कबीर बिचारि कै जाके बरन न गांव,
निराकार और निरगुना पूरन है सब ठांव।

کرتا ھے ایک اگم ھے آپ
واکے کوئی مائی نا باپ
کرتا کو نہیں بندھو او ناری
سدا اکھنڈت ھے اگم اپاری
کرتا کچھ کھاوے نا پیوے
کرتا کبھوں مرے نا جیوے

کرتا کے کچھہ روپ نہ ریکھا
کرتا کے کچھہ برن نہ بیکھا
جاکے جات گوت کچھو ناھیں
مہما برن نہ جاے مو پاھیں
روپ اروپ نہیں تےھي نانوں
برن ابرن نہیں تےھي تھانوں
کہیں کبیر بچارکے جاکے برن نہ گانوں
نراکار اور نرگنا پورن ھے سب تھانوں

[کرتا یا خالق اگم ھے، اس تک پہونچنا محال ھے- وہ اتھاہ ھے، وہ آپ سے ھے، نہ اس کے ماں ھے نہ باپ - نہ اس کے بھائي ھے نہ بیوي - وہ ھمیشہ سے ھے، اس کے تکڑے نہیں ھو سکتے - وہ اتھاہ ھے اور اس کي کوئي حد نہیں ھے- نہ وہ کھاتا ھے، نہ پیتا ھے، نہ مرتا ھے، نہ جیتا ھے - نہ اس کي شکل ھے نہ صورت، نہ اس کا رنگ ھے نہ بھیس، نہ ذات ھے نہ گوتر - میں اس کی تعریف نہیں کر سکتا - نہ خوبصورت ھے نہ بدصورت، نہ اس کا کچھہ نام ھے، نہ رنگیں ھے نہ بے رنگ، نہ اس کي کوئي جگہ ھے - کبیر بچار کے کہتے ھیں کہ نہ اس کي کوئي ذات ھے نہ کوئي مقام، نہ اس کي شکل ھے، نہ اس کے صفات ھیں - وہ کامل ھر جگہ موجود ھے -]

کبیر صاحب بُت پرستي اور مُورتي پوجا کے سخت خلاف ھیں- اس سے زیادہ اور کوئي کیا کہے گا ؟

पाहन पूजे हरि मिलैं, तो मैं पूजूं पहार, (१७)
ताते यह चाकी भली, पीस खाय संसार।

پاهن پوجے هري ملیں تو میں پوجوں پهار
تاتے یه چاکي بهلي پیس کهاے سنسار

[اگر پتھر پوجنے سے خدا ملتا، تو میں پہاڑ کو پوجتا۔ اس سے تو یہ چکي اچھي جس سے لوگ پیس‌کر کھاتے هیں، یعني چکي کا پتھر کسی کام تو آتا هے، مورتي تو کسي کام نهیں آتي -]

دنیا بدگمانوں اور مذاق اُڑانے والوں سے خالي نهیں - یه ظالم نه بندہ کو چھوڑتے هیں نه خدا کو، نه انسان کو نه پرماتما کو - ستم ظریف کهتے هیں کہ بُت پرست اور موحد میں سگن اُپاسنا اور نرگن اُپاسنا میں کون سا بڑا فرق هے؟ اصلیت دونوں کي ایک هے - بت پرست اپنے هاتھ سے اپنا خدا تراشتا هے - موحد اپنے تخیل سے، اپنے دماغ سے، اپنا خدا خلق کرتا هے - هر حالت میں اپنے معبود کا خالق انسان هے - موحد کو اختیار هے کہ وہ اپني انانیت کي تشفي کے لئے کہہ لے کہ وہ بت پرست سے برتر هے، مگر سچ پوچھئے تو یه سب ایک هي تھیلي کے چٹّے بٹّے هیں اور بنیاد ان کي انسانی کمزوري اور ضعیف‌الاعتقادي پر هے - خیر، یه دوسرا قصه هے - اس کو جانے دیجئے اور نفس مطلب کي طرف رجوع کیجئے -

کبیر صاحب پیر اور اولیا کو بھي نهیں مانتے -

कर्त्ता एक और सब बाजी, (۱۸)
ना कोई पीर मसायख काजी।

کرتا ایک اور سب باجي
نا کوئی پیر مسائکھ کاجي

[کرنےوالا ایک ھے اور سب کھیل ھے - نہ کوئي پیر ھے، نہ مشائخ، نہ قاضي -]

कबिरा सोई पीर है जो जाने पर पीर, (۱۹)
जो पर पीर न जानिए सो काफिर बे पीर।

کَبِرا سوئي پیر ھے جو جانے پر پیر
جو پر پیر نہ جانئے سو کاپھر بے پیر

[کبیر وھي پیر ھے جو دوسروں کي تکلیف کو جانے، جو دوسروں کي تکلیف نہیں جانتا وہ کافر بےپیر ھے -]

کبیر صاحب اَوتاروں کو بھي نہیں مانتے - اُن کا معبود مکان اور زمان کي قید سے آزاد ھے - ان کا یہ عقیدہ ھے کہ نِرگن کے واسطے سرگن باعث حجاب ھے اور پرستار صفات ادراک ذات سے محروم رھتے ھیں -

तेहि साहब के लागू साथा, (۲۰)
दुई दुख मेट के होहु सुनाथा।
दसरथ कुल अवतरि नहिँ आया,
नहिँ लंका के राय सताया।
नहिँ देवकी के गरभहिँ आया,

नहिँ जसोदा गोद खिळाया।
पृथ्वी रमन दमन नहिँ करिया,
बैठ पताल नहीं बलि छळिया।
नहीं बळिराय सों मांडी रारी,
नहि हिरनाकस वघल पछाड़ी।
रूप बराह धरन नहि धरिया,
छत्री मार निछत्री न करिया।
नहि गोबरधन कर पर धरिया,
नहि गोवाल संग बन बन फिरिया।
गंडक शाळिग्राम न शेळा,
मत्स्य कच्छ ह्वै नहिँ जल हेळा।
द्वारवती में शरीर न छांड़ा,
ले जगन्नाथ पिँड नहि गाड़ा।
कहहिँ कबीर पुकारि कै वा पंथे मत भूळ,
जे हिय राखे अनुमान करि थूल नहि अस्थूल।

تے هي صاحب کے لاگو ساتها
دوئي دکهہ میت کے هو هو سناتها
دسرتهہ کل اوتري نهیں آیا
نهیں لنکا کے راے ستایا
نهیں دیوکي کے گربهہ هیں آیا
نهیں جسودا گود کهلایا
پرتهوی رمن دمن نهیں کریا
بیٹهہ پتال نهیں بلي چهلیا

نہیں بلي راے سوں مانڈي راري
نہیں هرناکس بگھل پچھاڑي
روپ براہ دھرن نہیں دھریا
چھتري مار نچھتري نہ کریا
نہیں گوبردھن کر پر دھریا
نہیں گوال سنگ بن بن پھریا
گنڈک شالگرام نہ شیلا
متسیہ کچھ ھوے نہیں جل ھیلا
دواروتي میں شریر نہ چھانڑا
لے جگنناتھ پنڈ نہیں گاڑا
کھي ھي کبیر پکارکے وا پنتھے مت بھول
جے ھي راکھے انومان کري تھول نہیں استھول

اس نظم میں کبیر داس جي آوتاروں کے وجود سے صاف صاف انکار کرتے ھیں - وہ مختلف اوتاروں کا اور ان کے کارناموں کا ذکر کرتے ھیں - رامچندر جي اور لنکا کي فتح ' کرشن جي اور گوبردھن کا اُتھانا اور گوالوں کے ساتھ پھرنا ' پرسرام جي کا چھتریوں کو مارنا ' بامن آوتار کا راجہ بلی سے پرتھوي دان میں حاصل کرنا ' وغیرہ ' وغیرہ ' اور آخر میں کھتے ھیں کہ آوتاروں کے پنتھ کے جھگڑوں میں مت پڑو - ایشور جو ھے وہ تھول یعني ساکار یا شکل و صورت رکھنے والا نہیں ھے بلکہ استھول یعني نراکار ھے -]

दस अवतार ईश्वरी माया कर्त्ता के जन पूजा , (२१)

कहे कबीर सुनो हो संतो उपजे खपे सो दूजा।

دس اوتار ایشوري مایا کرتا کے جن پوجا
کہے کبیر سنو هو سنتو اُپجے کھپے سو دوجا

[دس اوتار ایشور کي مایا هیں جن کو لوگ کرتا سمجھ کے پوجتے هیں - جو پیدا هوتا هے اور مرتا هے وہ کوئي دوسرا هے - میرا ایشور نہیں هے -]

کبیر صاحب رام کا ذکر کرتے هیں - مثلاً

राम का नाम चौ बेद का मूल है।

رام کا نام چو بید کا مول هے

[رام کا نام چاروں ویدوں کی جڑ هے -]

निरगुन राम निरगुन राम जपो रे भाई।

نرگن رام نرگن رام جپو رے بھائي

[بھائیو ' نرگن رام کو جپو -]

مگر ان کا مطلب اجودھیا کے رامچندر جي سے نہیں هوتا ' بلکہ اُسي ذات واحد و لاشریک سے جس کو وہ رام ' رحیم ' اَچھے پُرُس ' وغیرہ کہتے هیں -

दसरथ सुत तिहुं लोक बखाना, (۲۲)
राम नाम का मरम न जाना।

دسرتھ سُت تِہوں لوک بکھانا
رام نام کا مَرَم نہ جانا

[دسرتھ کے بیٹے کا ساري دنیا میں بیان ھوتا ھے - رام نام کے بھید کو کوئي نہیں جانتا -]

وہ سوائے اس ایک ذات کے کسی چیز کي کچھ حقیقت نہیں سمجھتے -

नाम बिना बेकाम है छप्पन कोट बिलास, (۲۳)
का इंद्रासन बैठ लो का बैकुंठ निवास।

نام بنا بے کام ھے چھپن کوت بلاس
کا اندراسن بیٹھ لو کا بیکنتھ نواس

[نام کے بغیر چھپن کرور سکھ بےکار ھیں ' چاھے اِندر کے تخت پر بیٹھو چاھے بیکنتھ میں رھو -]

लूट सके तो लूट ले सत् नाम की लूट, (۲۴)
पीछे फिर पछतावगे प्रान जायेंगे छूट।

لوت سکے تو لوت لے ستّ نام کي لوت
پیچھے پھر پچھتاؤگے پران جائیں گے چھوت

[ست نام کی لوت جہاں تک بنے لوت لو ' ورنہ مر جاؤگے تو پچھتاؤگے -]

दीपक जोया ज्ञान का देखा अपरम देव, (۲۵)
चार बेद की गम नहीं जहां कबिरा सेव।

دیپک جویا گیان کا دیکھا اپریم دیو
چار بید کي گم نہیں جہاں کبیرا سیو

[گیان کا چراغ جلاکر بھگوان کو دیکھا - جہاں کبیر سیوا کرتا ھے وھاں چاروں ویدوں کي پہونچ نہیں ھے -]

(۲) بھکتي اور پریم

بھکتي کبیر صاحب کا خاص مضمون ھے' اور اس کے بیان سے وہ کبھی نہیں تھکتے - بار بار مختلف اور متعدد طریقوں سے اس کو بیان کرتے ھیں - کبھي خدا کو مالک اور اپنے تئیں بندہ کہتے ھیں' کبھی عاشق و معشوق' کبھي دُلھا دُلھن کا رشتہ قائم کرتے ھیں' یہاں تک کہ اپنے تئیں رام کا کُتّا کہتے ھیں' اور خوش ھوتے ھیں - یہي رنگ صوفیوں کا ھے ملاحظہ ھو —

"میر تقي میر نے اپني خود نوشتہ سوانح عمري میں جس کا نام "ذکر میر" ھے لکھا ھے کہ ان کے والد جو ایک صوفي منش بزرگ تھے اور شب و روز یاد الٰهي میں مصروف رھتے تھے عالم محویت میں فرمایا کرتے تھے : —
اے پسر عشق بورز - عشق است کہ درین خانہ متصرف ست - اگر عشق نمي بود نظم کل صورت نہ می بست - بے عشق زندگي وبال ست - دل باختہ عشق بودن کمال ست - عشق بسازد عشق بسوزد در عالم هرچه هست ظهور عشق است' آتش سوز عشق است' باد اضطراب عشق است - آب رفتار عشق ست - خاک قرار عشق است - موت مستی عشق است - حیات هشیاري عشق است - شب خواب عشق است - روز بیداري عشق است - مسلم جمال عشق است - کافر جلال عشق است - صلاح قریب عشق است - گناہ بُعد عشق است -

بہشت شوق عشق است - دوزخ ذوق عشق است - مقام عشق از عبودیت و عارفیت و زاھدیت و صدیقیت و خلوصیت و مشتاقیت و خلیلیت و حبیبیت برتر است" - ("ھماري شاعري" مصنفہ سید مسعود حسن رضوي - طبع دوم - صفحہ ۹۸ -)

[اے بیٹے ' عشق اختیار کر - اس کارخانہ میں عشق ھي کی حکومت ھے - اگر عشق نہ ھوتا انتظام عالم صورت نہ پکڑتا - عشق کے بغیر زندگي وبال ھے - عشق کو دل دے دینا کمال ھے - عشق بناتا ھے ' عشق جلاتا ھے - دنیا میں جو کچھ ھے عشق کا جلوہ ھے - آگ عشق کي گرمي ھے ' ھوا عشق کي بے چیني ھے ' پاني عشق کی رفتار ھے ' خاک عشق کا قیام ھے - موت عشق کي بیھوشي ھے ' زندگي عشق کي ھوشیاري ھے ' رات عشق کي نیند ھے ' دن عشق کا جاگنا ھے - مسلم عشق کا جمال ھے ' کافر عشق کا جلال ھے ' نیکي عشق کي قُربت ھے ' گناہ عشق سے دوري ھے ' بہشت عشق کا شوق ھے ' دوزخ عشق کا ذوق ھے ' عشق کی منزل عبودیت اور عارفیت اور زاھدیت اور صدیقیت اور خلوصیت اور مشتاقیت اور خلیلیت اور حبیبیت سب سے بالاتر ھے -]

کبیر کی بھکتي نِشکام اور بے لوث ھے - کوئي غرض اس میں شامل نہیں -

जब लग है बेकुंठ की आसा,
तब लग न हरि चरन निवासा।
جب لگ ھے بیکنٹھ کي آسا
تب لگ نہ ھري چرن نواسا

[جب تک بہشت کي امید ھے تب تک ھري کے قدموں
کے نیچے نہیں رہ سکتے -]

اسي مضموں کو پنڈت برج نراین چکبست مرحوم نے
نظم کیا ھے - کہتے ھیں —

چمن زار محبت میں اسي نے باغباني کي
کہ جس نے اپني محنت ھي کو محنت کا ثمر جانا

کرم کانڈ ' گیان ' ریاضت ' یوگ ' اِن سب سے وہ عشق الٰھي
کو برتر سمجھتے ھیں - بھکت ھر شخص ھو سکتا ھے ' امیر
ھو یا مفلس ' برھمن ھو یا شودر - اس وجہ سے کبیر صاحب
ذات کي تفریق کو نہیں مانتے اور اس کي مذمت کرتے
ھیں ' یہاں تک کہ بارگاہ ایزدي میں مسلمان ھندو کے فرق
کو بھي تسلیم نہیں کرتے - دیکھئے :—

जब लग नाता जगत का , तब लग भगत न होय , (۱)
नाता तोड़े हरी भजे , भगत कहावे सोय।

جب لگ ناتا جگت کا تب لگ بھگت نہ ھوے
ناتا توڑے ھري بھجے بھگت کہاوے سوے

[جب تک دنیا سے تعلق ھے اُس وقت تک بھگت
نہیں ھو سکتا - جو دنیا سے قطع تعلق کرکے خدا کو یاد
کرے وہ بھگت کہلائےگا -]

कामी, क्रोधी, लालची , इन तीन भक्त न होय , (۲)
भक्ति करे कोई सूरमा , जाति बरन कुल खोय।

کامی کرودھي لالچي اِن تین بھکت نہ ھوے
بھکتي کرے کوئي سورما جاتي برن کُل کھوے

[اہل ھوس ، غصہ کرنے والا ، لالچي ، یہ تینوں بھکت نہیں ھو سکتے - بھکت وہ بہادر ھو سکتا ھے جو ذات ، برن ، اور خاندان کو کھو دے -]

जल ज्यों प्यारा माछरी, लोभी प्यारा दाम, (३)
माता प्यारा बालिका, भक्त प्यारा नाम।

جل جیوں پیارا ماچھري لوبھي پیارا دام
ماتا پیارا بالکا بھگت پیارا نام

[مچھلي کو جس طرح پاني پیارا ھے ، اور لالچی کو روپیہ ، جس طرح ماں کو بچہ پیارا ھے ، اُسی طرح بھکت کو ایشور کا نام -]

भक्ति गेंद चौगान की, भावे कोई ले जाय, (४)
कह कबीर कुछ भेद नहीं, कहा रंक कह राय।

بھکتي گیند چوگان کي بھاوے کوئي لے جاے
کہ کبیر کچھ بھید نہیں کہا رنک کہ راے

[بھکتي چوگان کے گیند کي طرح ھے ، جو چاھے لے جاے - اس میں امیر اور غریب میں کچھ فرق نہیں ھے -]

अरब खरब लौं दरब है, उदय अस्त लौं राज, (५)
भक्ति महातम ना तले, यह सब कौने काज।

ارب کھرب لوں درب ھے ' اُدے است لوں راج
بھکتي مہاتم تاتلے یہ سب کونے کاج

[ارب کھرب روپیہ اور پورب سے پچھم تک کا راج '
بھکتي کے سامنے سب ہیچ ھیں -]

और करम सब करम है, भक्ति कर्म निष्कर्म, (६)
कहे कबीर पुकारि कै, भक्ति करो तजि धर्म।

اور کرم سب کرم ھے بھکتي کرم نش کرم
کہے کبیر پکارکے بھکتي کرو تج دھرم

[اور سب کرم مطلب کے ھیں ' بھکتي کا کرم بے
غرض ھے ' کبیر پکار کے کہتا ھے دھرم کو چھوڑ کر
بھکتي کرو -]

यह तो घर है प्रेम का, खाला का घर नांहि, (७)
सीस उतारे भुंई धरे, तब बैठे घर माँहि।

یہ تو گھر ھے پریم کا خالہ کا گھر نانھ
سیس اتارے بھوئیں دھرے تب بیٹھے گھر مانھ

[یہ پریم کا گھر ھے ' خالہ جي کا گھر نہیں ھے -
سر اُتار کر زمین پر رکھے تب اس گھر میں داخل ھو -]

कबीर भाटी कलाळ की, बहुतक बैठे आय, (८)
सर सौंपे सोई पिवे, नहिँ तो पिया न जाय।

کبیر بھاتي کلال کي بَہو تک بیٹھے آے
سر سونپے سوئي پیوے نہیں تو پیا نہ جاے

[کبیر کلوار کي ایک بھٹي ہے ' بہت لوگ آکر بیٹھے' جو اپنا سر دے وہ پئے ' ورنہ نہیں پي سکتا -]

प्रेम न बाड़ी ऊपजे, प्रेम न हाट बिकाय, (९)
राजा प्रजा जोहि रुचे, सीस देइ लै जाय।

پریم نہ باڑي اوپجے پریم نہ هات بکائے
راجہ پرجا جوهي رُچے سیس دے ئي لے جائے

[پریم نہ باغ میں پیدا ہوتا ہے ' نہ بازار میں بکتا ہے ' راجہ پرجا جو پسند کرے سر دے کر لے جاے -]

जब मैं था तब गुरु नहीं, जब गुरु है तब हम नाहिं, (१०)
प्रेम गली इत सांकरी, ता में दो न समाहिं।

جب میں تھا تب گورو نہیں جب گورو ہے هم نانهہ
پریم گلي ات سانکری تا میں دو نہ سمانهہ

[جب میں تھا تب گُرو نہ تھا ' جب گُرو ہے تو میں نہیں ہوں - یعني جب تک مجھہ میں خودي تھي اس وقت تک گُرو کا پریم حاصل نہیں ہوا تھا ' جب گرو کا پریم حاصل ہوا تو خودي جاتي رهي - پریم کی گلي اتني تنگ ہے کہ اس میں دو نہیں سما سکتے -]

जो घट प्रेम न संचरे, सो घट जान मसान, (११)
जैसे खाल लोहार की, सांस लेत बिन प्रान।

جو گهٹ پريم نه سنچرے سو گهٹ جان مسان
جيسے کهال لهار کی سانس ليت بن پران

[جس دل ميں پريم نہيں اُٹهتا وه دل مرگهٹ کي طرح هے ، جيسے لوهار کی دهونکني بغير جان کے سانس ليتی هے -]

पिया चाहे प्रेमरस, राखा चाहे मान, (۱۲)
एक मियान में दो खड्‌ग, देखा सुना न कान।

پيا چاهے پريم رس رکها چاهے مان
ايک ميان ميں دو کهڑگ ديکها سنا نه کان

[تو پريم کا رس پينا چاهتا هے اور خودي کو قائم رکهنا چاهتا هے ، ايک ميان ميں دو تلواريں نه ديکهيں نه کان سے سنيں -]

कबीर प्याला प्रेम का, अंतर लिया लगाय, (۱۳)
रोम रोम में रम रहा, और अमल क्या खाय।

کبير پياله پريم کا انتر ليا لگائے
روم روم ميں رم رها اور امل کيا کهائے

[کبير نے پريم کا پياله پی ليا ، اس کے هر موے تن ميں وه بس گيا هے ، اور نشه وه کيا کهائے ؟]

राता माता नाम का, पिया प्रेम अघाय, (۱۴)
मतवाला दीदार का, मांगे मुक्ति बलाय।

راتا ماتا نام کا پیا پریم اگھاے
متوالا دیدار کا مانگے مکت بلاے

[نام میں محو ھے ' نام میں مست ھے ' پریم کا پیالہ بھر ھوکر پي لیا ھے - وہ دیدار کا متوالا ھے ' اس کي بلا مکتي مانگے ' یعني عاشقان الھي مکتي یا نجات سے بھي بے نیاز ھیں -]

हरि से तू जिन हेत कर , कर हरि जन से हेत , (१५)
माल मुलुक हरि देत हैं , हरि जन हरहिं देत ।

هري سے تو جِن هیت کر کر هري جَن سے هیت
مال ملک هری دیت هیں هري جَن هر هیں دیت

[تو اللہ سے محبت مت کر ' بلکہ اللہ والوں سے محبت کر - اللہ مال ملک دیتا ھے اور اللہ والوں سے اللہ ملتا ھے -]

प्रीतम को पतियां लिखूं , जो कहुं होय बिदेस , (१६)
तन में मन में नैन में , ताको कहां संदेस ।

پریتم کو پتیاں لکھوں جو کھوں هوے بدیس
تن میں من میں نین میں تاکو کہاں سندیس

[اگر محبوب پردیس میں ھو تو اس کو خط لکھوں ' وہ تو میرے بدن میں ' من میں ' آنکھوں میں سمایا ھوا ھے ' اس کو سندیسا کیا بھیجوں ؟]

अग्नि आंच सहना सुगम , सुगम खड़्ग की धार , (१७)

नेह निभावन एक रस, महा कठिन ब्योपार।

اگن آنچ سہنا سگم سگم کھڑگ کي دھار
نیہہ نبھاوں ایک رس مہا کٹھن بیوپار

[آگ کي آنچ سہنا اور تلوار کي دھار ' یہ سہل ھے - محبت کو یکساں نباہ دینا یہ بڑا سخت کام ھے -]

सुमरन सुरत लगाय कै, मुख से कछु न बोल, (۱۸)
बाहर के पट देइ कै, अंतर के पट खोल।

سمرن سرت لگاے کے مکھہ سے کچھو نا بول
باھر کے پٹ دے اي کے انتر کے پٹ کھول

[اس کي یاد کر ' اس کا دھیان کر ' مگر منہہ سے کچھہ نہ بول - باھر کے دروازے بند کرکے اندر کے دروازے کھول دے -]

सबहिं तरु तर जाय कै, सब फल लीन्हूं चीख, (۱۹)
फिर फिर मांगत कबीर है, दरसन ही की भीख।

سب ھي ترو تر جاے کے سب پھل لینھو چیکھہ
پھر پھر مانگت کبیر ھے درسن ھي کي بھیکھہ

[سب پیڑوں کے نیچے جاکر سب کے پھل چکھہ لئے - کبیر تو بار بار درشن ھي کي بھیک مانگتا ھے -]

कबीर कुत्ता राम का, मोतिया मेरा नांव, (۲۰)
गले राम की जीवड़ी, जित खींचें तित जांव।

کبیر کوتا رام کا مُتیا میرا نانوں
گلے رام کي جیوڑي جت کھیچیں تت جاوں

[کبیر رام کا کتا ھے ' میرا نام موتي ھے ' گلے میں رام کي رسي پڑی ھے ' جہاں کھینچتے ھیں وھاں جاتا ھوں -]

سنا ھے کہ میرزا غالب نے لڑکپن میں کنکوے کے لئے یہ شعر کہا تھا —

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
مي برد هر جا کہ خاطر خواہ اوست

मेरा मुझमें कुछ नहीं, जो कुछ है सो तोर, (۲۱)
तेरा तुझको सौंपते, क्या लागत है मोर।

میرا مجھ میں کچھ نہیں جو کچھ ھے سو تور
تیرا تجھ کو سونپتے کیا لاگت ھے مور

[میرے پاس کوئي شے میري نہیں ' جو کچھ ھے تیرا ھے - تیري چیز تجھ کو دیتے میرا کیا لگتا ھے ؟]

तुम तो समरथ साईयां, द्रढ़ करि पकड़ो बांह, (۲۲)
धुरहि पै पहुंचाइयो, जनि छाड़ो मग मांहि।

تم تو سمرتھ سائیاں درڑھ کري پکڑو بانھہ
دُھر ھی پے پہونچایو جني چھاڑو مگ مانھہ

[اے مالک ' تم قوی ھو ' میري بانھہ مضبوط پکڑو - دُھر تک پہونچا دینا ' راستہ میں نہ چھوڑ دینا -]

पतिब्रता पति को भजे , और न आन सहाय , (۲۳)
सिंह बचा जौ लंघना , तौभी घास न खाय ।

پتی‌برتا پت کو بھجے اور نہ آن سہاے
سنگھ بچہ جو لنگھنا تو بھی گھاس نہ کھاے

[وفادار عورت اپنے خاوند کو یاد کرتی ہے ' اسے اور کوئی اچھا نہیں لگتا - شیر کا بچہ اگر فاقہ بھی کرتا ہے تو گھاس نہیں کھاتا -]

भुक्ति मुक्ति माँगौं नहीं , भक्ति दान दे मोंहि , (۲۴)
और कोई याचूं नहीं , निसिदिन याचूं तोंहि ।

بھکتی مکتی مانگو نہیں بھکتی دان دے مونہہ
اور کوئی یاچوں نہیں نس دن یاچوں توہ

[دنیا کا آرام نہیں مانگتا ' مُکتی نہیں مانگتا ' مجھے بھکتی دے ' اور کچھ نہیں مانگتا ' رات دن تجھی کو مانگتا ہوں -]

द्वार धनी के पड़ि रहे , धका धनी का खाय , (۲۵)
कबहूं धनी निवाजहिं , जो दर छाड़ि न जाय ।

دوار دھنی کے پڑ رہے دھکا دھنی کا کھائے
کب ہوں دھنی نواجہیں جو در چھاڑ نہ جاے

[امیر کے دروازے پر پڑا رہے ' امیر کے دھکے کھاے ' اگر دروازہ چھوڑ کر نہیں جاےگا تو کب تک امیر توجہ نہیں کرےگا -]

हरि जननी, मैं बालक तेरा, (۲۶)
कस नहीं बकसो औगुन मेरा।

ھري جننی میں بالک تیرا
کس نہیں بکسو اوگن میرا

[خدا میري ماں ھے ' اور میں اس کا بچہ ھوں -
میرے قصور کیسے نہیں معاف کرےگا ؟]

दुलहिन गाओ मंगल चार, (۲۷)
हमरे घर आये राम भतार।

دُلہن گاؤ منگل چار
همرے گھر آئے رام بھتار

[اے دُلھن ' مبارکباد گاؤ ' ھمارے گھر رام ایسے
دُولھا آئے -]

کبھي کبھی اپنی محبت کي استواري پر نازاں ھوکر
شوخي اور بےباکي سے گفتگو کرتے ھیں -

अब तोहे जान न दीहूं राम प्यारे, (۲۸)
ज्यों भावे त्यों होहु हमारे।

اب توھے جان نہ دیھوں رام پیارے
جیوں بھاوے تیوں ھوھو ھمارے

[رام پیارے ' تم کو اب جانے نہ دونگا ' جس طرح
چاھو تم ھمارے ھوکر رھو -]

ایک ایسا هي دوها سور داس جی کا مشهور هے - روایت یه هے کہ چونکہ اندھے تھے جو کچھ کہتے تھے ایک محرر لکھ لیتا تھا - ایک روز محرر نه تھا کرشن جي اس کي جگه خود آ گئے ' اور سور داس جي کا کلام لکھنے لگے - سور داس جی نے محسوس کیا کہ محرر اس کے قبل کہ الفاظ مُنھ سے نکلیں ان کو لکھ لیتا هے ' اور اس کے پہلے کہ وہ اپنے خیالات کو ظاهر کریں وہ خیالات کاغذ پر درج هو جاتے هیں ' وہ سمجھ گئے کہ یه میرا محرر نہیں هے بلکہ کرشن جي خود هیں ' اور انھوں نے اُن کا هاتھ پکڑ لیا ' مگر کرشن جي اپنا هاتھ چھڑا کر غائب هو گئے - تب سور داس جي نے کہا —

कर झिटकाये जात हो , दूर्बल जानि कै मोंहि ,
हिरदै से जब जाओगे , मर्द बखानूं तोहि ।

کر جھٹکاے جات هو دربل جان کے مونھ
هردے سے جب جاؤگے مرد بکھانوں توہ

[مجھ کو کمزور جان کے هاتھ جھٹک کر چلے جاتے هو ' میں تم کو جب مرد جانوں کہ میرے دل سے چلے جاؤ -]

اس کو پریم ڈھٹائي کہتے هیں -

جیسا کہ میں کہ چکا هوں ' بھکتي کے راستے میں سب برابر هیں ' برهمن اور شودر میں کچھ فرق نہیں هے -

بلدۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ درین راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اس کی مثالیں بھی دیکھئے ---

एक बूंद, एक मळ मूतर, एक चाम का गूदा, (۲۹)
एक जोति हिं सब उपजा, कौन बहमन कौन सूदा।

ایک بوند ایک مل موتر ایک چام کا گودا
ایک جوتی ہیں سب اُپجا کون بھمن کون سودا

[ایک قطرہ ، ایک پاخانہ ، ایک پیشاب ، ایک چمڑے کا گودا ، ایک نور سے سب پیدا ہوئے ہیں - کون برھمن ھے ، کون شودر ؟]

जाति न पूछो साधु की, पूछि लीजै ज्ञान, (۳۰)
मोल करो तरवार का, पड़ा रहन दो म्यान।

جاتی نہ پوچھو سادھو کی پوچھی لیجے گیان
مول کرو تروار کا پڑا رھن دو میان

[سادھو کی ذات نہ پوچھو ، اس کا گیان دریافت کر لو - تلوار کے دام چکاؤ ، میان کو پڑا رھنے دو -]

(۳) مذهب كي نمائش

كبير صاحب چونكه صاحب دل تهے صفائے باطن كي قدر جانتے تهے اور سچے پريم كو برتتے تهے - اس واسطے مذهب كي نمائش اور ظاهري رسم و رواج سب ان كي نظر ميں هيچ تهے - ان كا اصول هے بهكتي اور عشق الهي - اگر دل صاف هوگا اور ايشور كى بهكتي دل ميں هوگي تو افعال آپ سے آپ درست هو جاويں گے - اگر دل صاف نهيں هے اور اس ميں محبت كا جذبه نهيں هے تو مذهب كا ظاهري ٹهاٹ فضول هے ' بلكه ريا هے ' اور اس واسطے گناه - وه ويد اور كتاب (قرآن)' پنڈت اور قاضي كا مذاق اُڑاتے هيں اور ريا كاري اور جهوٹي نمائش كے خطره سے لوگوں كو متنبه كرتے هيں -

माला फेरत युग भया, फिरा न मन का फेर, (१)
कर का मनका डारि दे, मन का मनका फेर।

مالا پهيرت جگ بهيا پهرا نه من كا پهير
كر كا منكا ڈار دے من كا منكا پهير

[مالا پهيرتے جگ بيت گئے ' من كا پهير دور نه هوا - هاتهه كا دانه چهوڑ دے ' من كا دانه پهير -]

माला तो कर में फिरे, जीब फिरे मुख मांहि, (२)
मनवा वहुं दिस फिरे, यह तो सुमिरन नांहि।

مالا تو کر میں پھرے جیبھ پھرے مُکھ مانھ
منوا تو دَھوں دِس پھرے یہ تو سُمرن نانھ

[مالا هاتھ میں پھرتي هے ' زبان مُنھ میں پھرتي هے ' من دس طرف بھٹکا هوا هے ' اس کو یاد الهي نهیں کهتے -]

हम तो योगी मनहि के, तन के हैं ते और, (۳)
मन का योग लगावते, दसा भई कुछ और।

هم تو جوگي من هي کے تن کے هیں تے اور
من کا جوگ لگاؤتے دسا بھئي کچھ اور

[هم تو من کے جوگي هیں ' تن کے جوگي اور هوتے هیں - من کا جوگ کرتے همارے تو اور هي حالت هو گئي -]

पढ़ पढ़ के पत्थर भये, लिख लिख भये ईंट, (۴)
कबिरा अंतर प्रेम की, लागी नीक न छींट।

پڑھ پڑھ کے پتھر بھئے لکھ لکھ بھئے جو اینٹ
کبرا انتر پریم کي لاگي نیک نہ چھینٹ

[پڑھ پڑھ کے پتھر هوے اور لکھ لکھ کے اینٹ هوے ' پریم کي ذرا سي چھینٹ بھي نهیں پڑي -]

नाम भजो मन बस करो, यही बात है तंत, (۵)
काहे को पढ़ पच मरो, कोटिन ज्ञान ग्रंथ।

نام بھجو من بس کرو یھي بات ھے تنت
کاھے کو پڑھ پچ مرو کوتن گیان گرنتھ

[نام بھجو اور من کو بس میں کرو ' یھي بات اصلي ھے - کروروں گیان کي کتابیں پڑھ، کر کیوں مرے جاتے ھو ؟]

पंडित और मशालची, दोनों सूझे नांहि, (٦)
औरन को कर चांदना, आप अंधेरे मांहि।

پنڈت اور مشالچي دونوں سوجھے نانھ
آورن کو کر چاندنا آپ اندھیرے مانھ

[پنڈت اور مشعلچي دونوں کو نھیں سوجھتا ' اوروں کو روشنی دکھاتے ھیں ' آپ اندھیرے میں رھتے ھیں -]

साईं से सांचा रहो, साईं सांच सहाय, (٧)
भावें लंबे केस रख, भावें घोट मुंडाय।

سائیں سے سانچا رھو سائیں سانچ سھاے
بھاویں لمبے کیس رکھ بھاویں گھوٹ منڈاے

[مالک سے سچے رھو - سچ مالک کو پسند ھے ' چاھے لمبے بال رکھو چاھے سر منڈاؤ -]

आचारी सब जग मिला, बिचारी न कोय, (٨)
कोटि अचारी बेरिए एक बिचारी जो होय।

آچاري سب جگ ملا بچاري نہ کوے
کوٹ اچاري بیرئے ایک بچاري جو ھوے

آچار = مذھب کي ظاھري نمائش - بچاري = سمجھنےوالا اور جاننےوالا -

[ظاهر دار تو ساری دنیا هے ' بچاري كوئي نهيں هے - اگر ایک بچاري ملے تو اس پر ایک کرور ظاهردار قربان کر دیجئے -]

फूटी आंख विवेक की, लखे न संत असंत, (९)
जाके संग दस बीस हैं, ता का नाम महंत।

پهوٹی آنکھ وویک كي لكهے نه سنت اسنت
جاکے سنگ دس بیس هیں تا کا نام مهنت

[سمجھ كي آنکھ پهوٹ گئي ' سنت اور اسنت نہیں دکھائی دیتے - جس کے ساتھ دس بیس هیں اس کا نام مهنت هے -]

کبیر صاحب هندو اور مسلمان دونوں کو پھٹکارتے هیں اور روزہ ' نماز ' حج ' شرادھ ' ایکادشي ' تیرتھ یاترا ' کرم کانڈ ' کی اُنھوں نے جي کھول کر مذمت کی هے -

मथुरा भावें, द्वारका भावें जायें जगन्नाथ, (१०)
साधु संगत हरि भजन बिन, कछु न आवे हाथ।

متھرا بھاویں دوارکا بھاویں جائیں جگن ناتھ
سادھ سنگت هر بھجن بن کچھو نه آوے هاتھ

[چاهے متھرا جاویں ' چاهے دوارکا جاویں ' چاهے جگن ناتھ جاویں ' سادھو كي سنگت اور ایشور کے بھجن کے بغیر کچھ هاتھ نهیں آتا -]

पूजा सेवा नेम ब्रत, गुड़िया का सा खेल, (११)

پوجا سیوا نیم برت گُڑین کا سا کھیل

[پوجا، سیوا، نیم، برت، یہ سب گُڑیوں کا کھیل ھے -]

नहाय धोय क्या भया, जो मन मैल न जाय, (१२)
मीन सदा जल में रहे, धोये बास न जाय।

نہائے دھوئے کیا بھیا جو من میل نہ جاے
مِین سدا جل میں رھے دھوئے باس نہ جاے

[نہانے دھونے سے کیا ھوتا ھے اگر من کا میل نہ دور ھو؟ مچھلي ھمیشہ پاني میں رھتي ھے مگر پاني سے دھونے سے بھی اس کي بو نہیں جاتی -]

ना मैं बकरी, ना मैं भेड़ी, ना मैं छुरी गंड़ास में, (१३)
नहीं खाल में, नहीं पूंछ में, ना हड्डी ना मांस में,
ना मैं देवळ, ना मैं मसजिद, ना काबे कैळास में,
ना तो कौनो किरिया करम में, नहीं योग बैराग में,
खोजी होय तो तुरतै मिलि हौं पल भर की ताळास में।

نا میں بکري نا میں بھیڑی نا میں چھري گنڑاس میں
نہیں کھال میں نہیں پونچھہ میں نا ھڈي نا ماس میں
نا میں دیول نا میں مسجد نا کعبے کیلاس میں
نا تو کونو کریا کرم میں نہیں جوگ بیراگ میں
کھوجي ھوے تو ترتے ملي ھوں پل بھر کی تالاس میں

[نہ میں بکري میں ھوں، نہ بھیڑی میں، نہ چھري میں، نہ گنڈاسے میں، نہ میں کھال میں ھوں، نہ دم

میں ، نه هڈی میں ، نه گوشت میں - نه میں مندر میں
هوں ، نه مسجد میں ، نه کعبے میں ، نه کیلاس میں - نه
کسي کریا کرم میں هوں ، نه جوگ بیراگ میں هوں - اگر میرا
ڈھونڈنے والا هو تو پل بھر کي تلاش میں مل جاتا هوں -]

(۱۴)

सबहि मदमाते कोई न जाग,
संगहि चोर घर मूसन लाग,
योगी मदमाते योग ध्यान,
पंडित मद माते पढ़ि पुरान,
तपसी मदमाते तप के भाव,
संन्यासी मदमाते कर हमएव,
मौळाना मदमाते पढ़ि मुसाफ,
काजी मदमाते किये इनसाफ।

سب هي مدماتے کوئي نه جاگ
سنگ هي چور گھر موسن لاگ
یوگي مدماتے یوگ دھیان
پنڈت مدماتے پڑھ پوران
تپسي مدماتے تپ کے بھاو
سنیاسی مدماتے کر همیو
مولانا مدماتے پڑھ مصاف
کاجي مدماتے کئے انصاف

[سب مست هیں ، کوئي هوشیار نهیں ، گھر کو چور
موس رهے هیں - یوگي اپنے دھیان میں مست هیں ، پنڈت

پران پڑھ کے مست هیں - تپسي تپ کے بهاؤ میں ' اور سنیاسي اپني خودي میں مست هیں ' مولانا قرآن پڑھ کر اور قاضي انصاف کرکے مست هیں -]

बेद पुराण कुरान कतेबा नाना भांत बखानी , (१५)
हिंदु तुरुक जैन अरु जोगी ऐकल काहू न जानी ।

بید پُران قرآن کتیبا نانا بهانت بکهاني
هندو ترک جین ارو جوگي ایکل کا هو نه جاني

[وید ' پران ' قرآن ' یه سب کتابیں مختلف طرح پڑھي جاتی هیں - هندو ' مسلمان ' جین اور جوگي ' کسي نے ایک ایشور کو نه جانا -]

सैयद सेख किताब निरखै , पंडित शास्त्र बिचारै , (१६)
सतगुरु के उपदेश बिना , तुम जानके जीवहिं मारै ।

سید شیخ کتاب نرکھے پنڈت شاستر بچارے
ست گرو کے اُپدیش بنا تم جان کے جیو هیں مارے

[سید شیخ کتاب پڑھتے هیں ' پنڈت شاستر بچارتے هیں ' ست گرو کي اُپدیش کے بغیر تم جان بوجھ کے جان مارتے هو -]

---

(۴) تناسخ (آواگون)

آواگون هندوستاني مذاهب کا مرکزی اصول هے ' اور کبیر صاحب اس کو پوري طرح قبول کرتے هیں - بار بار پیدا هونا اور مرنا هر ذی روح کے واسطے لازمي هے جب تک کہ اُس کو اِس آمد و رفت سے نجات نہ ملے اور وہ اِیشور کے پریم میں مگن هوکر اِیشور کی دیا سے اس سیاست سے آزاد نہ هو جاے -

पंडित सो धन कहो समुझाई ,　　(१)
जाते आवा गंवन नसाई ।

پنڈت سو دھن کھو سمجھائي
جاتے آواگون نسائـي

[اے پنڈت ' اچھي طرح غور کرکے هم کو سمجھا کے وہ بات بتاؤ ' جس سے آواگون مٹ جاے -]

कह कबीर चित चेत कै आवा गंवन निवार । (२)

کہ کبیر چت چیت کے آواگون نوار

[اے کبیر ' دل کو هوشیار کرکے آواگون سے آزاد هونے کا حال کھو -]

ज्यों जळ छाड़ि बाहर भयो मीना ,　　(३)
पूरब जनमहुं तप का हीना ।

جیوں جل چھاڑ باهر بھیو مینا
پورب جنم هوں تپ کا هینا

[مچھلي کي طرح پاني کو چھوڑ کر باهر نکل آیا هوں - پچھلے جنم میں میرے تپ میں کچھ کمي تھي -]
بنارس چھوڑنے کي طرف اشارہ هے -

जनम अनेक गया और आया। (۴)

جنم انیک گیا اور آیا

[کئي ایک جنم آئے اور گئے -]

देखो कर्म कबीर का , कछु पूरब जनम का लेखा। (۵)

دیکھو کرم کبیر کا کچھو پورب جنم کا لیکھا

[دیکھو کبیر کا کرم پچھلے جنم کا لیکھا هے -]

(۵) ہندو مسلمانوں کا میل

میں چوتھے باب میں کہہ چکا ہوں کہ نہ صرف کبیر صاحب بلکہ ازمنہ وسطی کے سب ممتاز مصلحان مذہب ہنود نے اِسلام کے اثر کو قبول کیا تھا - کبیر صاحب کا تو صاف منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہندو اور مسلمان خدا کی نگاہ میں ایک ہیں اُسی طرح دنیا کے بیوہار میں بھی ایک ہو جائیں - ان کے عقیدہ کے موافق ہندو مسلمانوں کا خدا ایک ہے ' اور دونوں اپنے اپنے طریقہ پر اسے پوجتے ہیں - اہل دل ظاہری رسم و رواج کی پروا نہیں کرتے - اگر دل صاف ہے اور معبود حقیقی کا عشق دل میں ہے تو ہندو مسلمان دونوں کو یکساں نجات مل سکتی ہے -

कहे कबीर एक राम जपोरे , हिंदु तुरुक न कोई। (۱)

کہے کبیر اک رام جپو رے ہندو ترک نہ کوئی

[کبیر کہتا ہے ایک رام کو جپو ' نہ کوئی ہندو ہے نہ مسلمان -]

पेटहिं काहू न वेद पढ़ाया , (۲)

सुन्नत कराये तुरुक नहि आया।

پیٹ ہیں کاہو نہ وید پڑھایا

سنت کرائے ترک نہیں آیا

[بیت میں کسی کو وید نہیں پڑھایا گیا - مسلمان سنت کرایا ہوا بیت سے نہیں پیدا ہوتا - مطلب یہ کہ مذہبوں کے جھگڑے دنیاوی ہیں -]

दुई जगदीश कहां ते आये, कहो कौन भरमाया, (۳)
अल्लह राम करीम केशव, हरि हजरत नाम धराया।
गहना एक कनक ते गहना, ता में भाव न दूजा,
कहन सुनन को दुई कर थाते, एक नवाज एक पूजा।
वही महादेव, वही मुहम्मद, ब्रह्मा आदम कहिए,
कोई हिंदू कोई तुरुक कहावे, एक जमी पर रहिए।
वेद किताब पढ़े, वे कुतबा, वे मौळाना, वे पांडे,
बगत बगत के नाम धरायो, एक माटी के भांडे।
कह कबीर ते दोनों भूलें, रामहि किनहु न पाया,
वे खसिया वे गाय कटावैं, वादै जनम गंवाया।

دوئی جگدیش کہاں تے آئے کہو کون بھرمایا
اللہ رام کریم کیشو ہری حضرت نام دھرایا
گہنا ایک کنک تے گہنا تا میں بھاو نہ دوجا
کہن سنن کو دوئی کر تھاتے ایک نواج ایک پوجا
وهي مہادیو وهي محمد برهما آدم کہئے
کوئی ہندو کوئی ترک کہاوے ایک جمي پر رهئے
وید کتاب پڑھے وے کُتبا وے مولانا وے پانڈے
بگت بگت کے نام دھرایو اک ماتی کے بھانڈے
کہ کبیر تے دونوں بھولیں رام ہي کنھوں نہ پایا
وے کھسیا وے گائے کٹاویں وادے جنم گنوایا

[دنیا کے دو مالک کہاں سے آئے ' کہو کس نے دھوکا
دیا ؟ اللہ ' رام ' کریم ' کیشو ' هري ' حضرت ' مختلف
نام رکھے - گہنا ایک هي سونے سے بنتا ھے اس میں شبہہ
نہیں - کہلنے سننے کے لئے دو باتیں قائم کیں ' ایک نماز
ایک پوجا - وهي مہادیو ھے ' وهي محمد ' اسي کو برهما '
اسي کو آدم کہتے هیں - ایک زمین پر رهتے هیں ' کوئی
مسلمان ' کوئي هندو کہلاتا ھے - کوئي وید پڑھتا ' کوئي
کتاب (قرآن) اور خطبہ ' کوئي مولانا ھے ' کوئي پانڈے -
طرح طرح کے نام رکھوائے هیں ' مگر هیں ایک هي مٹي
کے برتن - کبیر کہتا ھے کہ دونوں بھولے هیں ' رام کو کسي
نے نہیں پایا ھے ' ایک بکرا کٹتا تا ھے ایک گائے ' اور جنم
بے فائدہ گنواتے هیں -]

یہاں تک میں نے کبیر صاحب کي تلقین کے خاص
خاص اصول بیان کرکے اُن کے متعدد اقوال هر اُصول کی
مثال میں پیش کئے - مگر اِن کے علاوہ کبیر صاحب کے
هزاروں مقولے اور بچن زبان‌زد خلائق هیں - یہ اقوال دهرم
اور اخلاق کے دارالضرب شاهي کے سکے هیں ' اور روزمرہ
کي بات چیت میں - مذهبي اور اخلاقي مباحث میں یہاں
تک کہ پولیٹکل گفتگو میں قول فیصل کي حیثیت سے
پیش کئے جاتے هیں ' اور سب ان کے سامنے سر جھکاتے هیں -
میں ایسے چند اقوال نقل کرکے اس باب کو ختم کرتا هوں -

---

(۶) متفرق

(۱) सुखिया सब संसार कहावै और सोवै,
दुखिया दास कबीर जागै और रोवै।

سکھیا سب سنسار کھاوے اور سووے
دکھیا داس کبیر جاگے اور روے

[دنیا کے لوگ اصلیت کو تو سمجھتے نہیں، فریب کھا رہے ہیں اور اپنی حالت میں خوش ہیں - کبیر جس نے اصلیت کو سمجھا ہے اور جانتا ہے کہ دنیا کی حالت کیسی افسوس‌ناک ہے یہ سمجھ کر رو رہا ہے -]

(۲) सत् नाम कड़वा लगे, मीठा लागे दाम,
दुबधा में दोनों गये, माया मिली न राम।

ست نام کڑوا لگے میٹھا لاگے دام
دُبدھا میں دونوں گئے مایا ملي نہ رام

[ست نام کڑوا لگتا ہے، دولت میٹھی لگتي ہے - شک و شبہہ میں دونوں گئے، مایا ملي نہ رام -]

(۳) कबिरा रसरी पांव में, कह सोवै सुख चैन,
सांस नकारा कूच का, बाजत है दिन रैन।

کبرا رسری پاؤں میں کہ سووے سکھ چین
سانس نکارا کوچ کا باجت ہے دن رین

[رسي پاؤں میں پڑي هے ' کبیر چین سے کس طرح سووے ؟ سانس جو آتي جاتي هے وہ گویا کوچ کا نقارہ هے کہ دن رت بجبا کرتا هے -]

माली आवत देखिकै, कलियां करत पुकार, (۴)
फूळो फूली चुन लिये कालिह हमारी बार।

مالي آوت دیکھ کے کلیاں کرت پکار
پھولي پھولي چن لئے کالھ هماري بار

[مالي کو آتا دیکھ کر کلیاں غل مچاتي هیں ' پھولي پھولي تو آج چن لیں کل هماري باري هے -]

चलती चक्की देखिकै दिया कबिरा रोय, (۵)
दुइ पट भीतर आइकै साबित बचा न कोय।

چلتي چکّي دیکھ کے دیا کبیرا روے
دوئي پٹ بھیتر آئي کے ثابت گیا نہ کوے

[چلي چکي دیکھ کے کبیر رو دیا ' دو پاٹوں (یعني آسمان و زمین) کے بیچ میں آکے کوئي ثابت نہیں بچا -]

जो तोको कांटा बोवे, ताहि बोय तू फूल, (۶)
तोंहि फूळ के फूळ हैं, वाको हैं तिरसूल।

جو توکو کانٹا بووے تاهي بوے تو پھول
توں هي پھول کے پھول هیں واکو هیں ترسول

[جو تیرے لئے کانٹے بوئے اس کے لئے تو پھول بو '
تجھے تو پھول کے پھول رھینگے اور اُس کے کانٹے اسے
ترسول هو جاوینگے ' یعني باعث اذیت هوں گے -]

मांगे मरन समान है, मत कोई मांगो भीख, (७)
मांगन से मरना भला, यह सत् गुरु की सीख।

مانگے مرن سمان هے مت کوئي مانگو بهیکه
مانگن سے مرنا بهلا یه ست گورو کي سیکه

[مانگنا مرنے کے برابر هے ' کوئي بهیک امت مانگو -
مانگنے سے مرنا بهلا ' یه ست گورو کي نصیحت هے -]

कबिरा माता नाम का, मद मतवाला नांहि, (८)
नाम प्याला जो पिये, सो मतवाला नांहि।

کبرا ماتا نام کا مد متوالا نانهہ
نام پیالا جو پئے سو متوالا نانهہ

[کبیر نام سے مست هے ' شراب کا متوالا نهیں ' جو
نام کا پیاله پیتا هے اُسے متوالا نهیں کهتے -]

बुरा जो देखन मैं चला, बुरा न मिळिया कोय, (९)
जो दिल खोजूं आपना, मुझसे बुरा न कोय।

برا جو دیکهن میں چلا برا نه ملیا کوے
جو دل کهوجوں آپنا مجهہ سے برا نه کوے

[میں بُرا ڈهونڈنے چلا ' کوئي برا نه ملا اپنا دل جو دیکها
تو مجهہ سے برا کوئي نهیں -]

सांच बराबर तप नहीं, झूठ बराबर पाप, (۱۰)
जाके हिरदै सांच है, ता हिरदै गुरु आप।

سانچ برابر تپ نہیں جھوٹ برابر پاپ
جاکے ہردے سانچ ھے تا ہردے گرو آپ

[سچ کے برابر تپ نہیں، جھوٹ کے برابر پاپ نہیں، جس کے دل میں سچ ھے، اس کے دل میں گُرو خود موجود ھے -]

लंबा मारग दूर घर, बिकट पंथ बहु भार,
कह कबीर कस पाइये, दुर्लभ गुरु दीदार।

(۱۱) لمبا مارگ دور گھر بکٹ پنتھ بَہُو بھار
کہ کبیر کس پائیے دُرلبھ گورو دیدار

[لمبي سڑک ھے گھر دور ھے، راستہ کٹھن ھے، اور بوجھ بہت ھے - کبیر، کہو کس طرح پاؤگے؟ گرو کا دیدار بہت مشکل ھے -]

मन के हारे हार है, मन के जीते जीत, (۱۲)
कहे कबीर पिउ पाइये, मनहीं के परतीत।

من کے ھارے ھار ھے من کے جیتے جیت
کہے کبیر پیو پائیے من ھي کے پرتیت

[من کے ھارے ھار ھے، اور من کے جیتنے سے جیت ھے - کبیر کہتا ھے کہ محبوب کو من ھي کے اعتبار سے پا سکتے ھو -]

बाढ़ी आवत देखिकै, तरवर डोळन ळाग, (۱۳)
हम कटे की कुछ नहीं, पंखेरू घर भाग।

بارهي آوت ديكهه كے تري‌ور ڈولن لاگ
هم كٹے كي كچهه نهيں پنكهيرو گهر بهاگ

[بڑهئي كو آتا ديكهه كر پيڑ هلنے لگے' هم كٹے تو كچهه پروا نهيں' چڑيا تو بهاگ جا -] بڑهئی سے مراد موت' پيڑ انسان كا بدن اور پنكهيرو سے مطلب روح سے هے -

मर जाऊं मांगूं नहीं, अपने तन के काज, (۱۴)
परमारथ के कारने, मोंहि न आवे लाज।

مر جاؤں مانگوں نهيں اپنے تن كے كاج
پرمارتهه كے كارنے موں هي نه آوے لاج

[مر جاؤں تو اپنے واسطے نه مانگوں' مگر دوسروں كے فائده كے لئے مانگنے ميں شرم نهيں آتي -]

माटी कहे कुम्हार से, तू क्या रूंधे मोंहि, (۱۵)
इक दिन ऐसा होयगा, मैं रूंधोंगी तोहि।

ماٹي كهے كمهار سے تو كيا روندے مونهه
اک دن ايسا هوےگا ميں روندوگی توه

[مٹي كمهار سے كهتي هے تو مجهے كيا روندتا هے' ايک دن آويگا كه ميں تجهے روندوں‌گي -]

जो दरपन देखा चहिए, तो दरपन मंजत रहिए, (۱۶)
जब दरपन लागे काई, तब दरसन किया न जाई।

جو درپن دیکھا چہئے تو درپن منجت رہئے
جب درپن لاگے کائي تب درسن کیا نہ جائي

[اگر آئینہ دیکھنا چاھتے ھو تو اس کو مانجتے رھو، یعني آئینہ کو صاف رکھو - اگر آئینہ میں میل آ گیا تو روشن نہ ھوگا -] دل کي صفائي کي طرف اشارہ ھے -

अकथ कहानी प्रेम की, कछु कही न जाय, (۱۷)
गूंगे केरी सरकरा, बैठा मुसकाय।

اکتھ کہاني پریم کي کچھو کہي نہ جائے
گونگے کیري سرکرا بیٹھا مُسکاے

[پریم کي کہاني بیان نہیں کي جا سکتي، گونگے نے شکر کھائی، بیٹھا مُسکرا رھا ھے -] جو لطف اس کو آ رھا ھے اس کو بیان نہیں کر سکتا -

(۷) کبیر صاحب کي شاعري

کبیر بھگت تھے، شاعر نہیں تھے - وہ شاعري شاعري کے واسطے نہیں کرتے تھے - ان کو دنیا کي تلقین کے لئے اپنے خیالات کا اظہار مقصود تھا - وہ قدرتي شاعر تھے - اور اِس واسطے اُنھوں نے شاعري کو اپنا آلۂ کار بنایا - مگر وہ شاعري کے فن سے قطعي بے خبر تھے، اور پنگل (عروض) نہیں جانتے تھے، نہ اس کي پروا کرتے تھے - جو لفظ جس طرح چاھتے ھیں اور جہاں چاھتے ھیں استعمال کر جاتے ھیں - اُن کي توجہ نفس مضمون کی طرف ھے، نہ کہ الفاظ کي طرف - اُنھوں نے شاعري کو بہ حیثیت فن کے حاصل نہیں کیا تھا - "کبیر گرنتھاولي" میں بابو شیام سندر داس صاحب صفحہ ۲ میں لکھتے ھیں :

ھندي ساھت کے اتھاس میں بیر گاتھا کال کي سماپتي پر مدھیہ کال کا آرنبھ کبیر داس جي سے ھوتا ھے - آت اِیو اس کال کے وے آدي کوي ھیں - اُس سمے بھاشا کا روپ پریمارجت اور سنسکرت نہیں ھوا تھا - تس پر کبیر داس جي سویم پڑھے لکھے نہیں تھے - اُنھوں نے جو کچھ کہا ھے وہ اپني پرتیبھا تتھا بھاؤکتا کے وشي بھوت ھوکر کہا ھے - اِن میں کوتو اُتنا نہیں تھا

جتنی بھکتی اور بھاوکتا تھی - اُن کی آت پٹ
بانی ہردے میں چبھنےوالی ہے -

[ہندی ادب کی تاریخ میں زمانۂ قدیم کے اختتام
پر زمانہ وسطیٰ کبیر داس جی سے شروع ہوتا ہے - اِس
زمانہ کے وہ پہلے شاعر ہیں - اس وقت بھاشا زبان منضبط
نہیں ہوئی تھی ' اور کبیر داس جی پڑھے لکھے نہ تھے -
اُنھوں نے جو کچھہ کہا ہے وہ اپنی فطرت اور ذہن کے
زور سے کہا ہے - ان میں شاعری اتنی نہیں ہے جتنی
کہ بھکتی - اُن کی شاعری دل میں اثر کرنے والی ہے -]

کبیر صاحب کی شاعری اُن کی طبیعت کی طرح کھری
ہے - اُنھوں نے اپنی شاعری پر صنعتوں کا ملمع نہیں چڑھایا '
کیونکہ اُن کی سیدھی اور صاف فطرت تکلف اور تصنع
سے بہت دور تھی - وہ کبھی بلند پروازی کی کوشش نہیں
کرتے ' نہ اُن کو یہ فکر ہے کہ شاعری کے آسمان سے تارے
توڑ کر لائیں - اُن کو اگر تلاش ہے تو حق کی اور جستجو
ہے تو پریم کی - اپنے پند و نصائح ذہن‌نشین کرانے کے لئے وہ
مثالیں اور تشبیہیں استعمال کرتے ہیں ' مگر پیش پا افتادہ -
اُن میں وہی باتیں ہیں جو اُن کے اور اُن کے ہمعصروں
کے سامنے روزمرہ گزرتی تھیں - کُمھار کی مٹی ' بنئے کا
تولنا ' کھوت کا کھیلنا ' بید کا نبض دیکھنا ' چندن کی خوشبو '
چوگان کا کھیل ' یہ چیزیں وہ بےتکلف نظم کرتے ہیں اور
خوب نظم کرتے ہیں -

साईं मेरा बानिया, सहज करे ब्योपार, (۱)
बिन डांड़ी बिन पालड़े, तौले सब संसार।

سائیں میرا بانیا سہج کرے بیوپار
بن ڈانڈي بن پالڑے تولے سب سنسار

[میرا مالک بنیا ھے ' اور اپنا بیوپار سہل طریقہ سے کرتا ھے ' بغیر ڈنڈي اور پلڑے کے ساري دنیا کو تول ڈالتا ھے -]

तेरा सांई तुझमें, ज्यों तिल मांहि तेल। (۲)

تیرا سائیں تجھ میں جیوں تل ماھیں تیل

[تیرا مالک تجھ میں اس طرح ھے جس طرح تل کے اندر تیل -]

जब पार उतरना चहिए, तब केवट से मिल रहिए। (۳)

جب پار اُترنا چھئے تب کیوٹ سے مل رھئے

[جب پار اُترنا چاھو تو کیوٹ (ملاح) سے مل رھو -]

कबिरा बैद बुलाइया, पकरके देखी बांह, (۴)
बैद न बेदन जानिए, करक करेजे मांहि।

کبرا بید بلایا پکرکے دیکھي بانھ
بید نہ بیدن جانئے کرک کریجے مانھ

[کبر نے بید کو بلایا ' بید نے بانھ پکڑ کے دیکھي - بید تکلیف کو نہیں جانتا ' درد تو کلیجے میں ھے -]

دیکھئے فارسي شاعر اسي خیال کو اپنے طریقه سے باندھتا ھے -

آگاہ نئي تپ دروں را
نشتر چه زني رگ بروں را

हीरा तहां न खोलिए, जहं खोटी है हाट, (۵)
कसकर बांधो गाठरी, उठकर चालो हाट।

هیرا تہاں نه کھولئے جہاں کھوتي ھے ھات
کس‌کر باندھو گاتھري اُتھ کر چالو ھات

[جہاں بازار کھوتا ھے وھاں ھیرا نه کھولو - گٹھری کس‌کر باندھو اور بازار سے چل دو -]

चंदन गया बिदेसड़े, सब कोई कहे पलास, (۶)
ज्यों ज्यों चूल्हे झोंकिया, त्यों त्यों अधकी बास,

چندن گیا بدیسڑے سب کوئی کہے پلاس
جیوں جیوں چولھے جھونکیا تیوں تیوں ادھکي باس

[چندن پردیس گیا ، لوگ اسے ڈھاک سمجھے - جوں جوں جلایا گیا اُس کی خوشبو تیز ھوئي -]

च्यूंटी चावल ले चली, बिच में मिल गई दार, (۷)
कह कबीर दोऊ ना मिले, इक ले दूजी डार।

چیونٹی چاول لے چلي بیچ میں مل گئي دار
کہ کبیر دوؤ نا ملے اک لے دوجی ڈار

[چیونٹي چاول لے کے چلي ' راستہ میں دال مل گئی - کبیر کہتا ھے دونوں نہیں مل سکتے - ایک لو ' دوسرے کو چھوڑو -]

وہ بھگت تھے ' صوفي‌منش تھے ' اُن کو سِرِّ حق کي تلاش تھي مگر یہ جانتے تھے کہ کبھي کبھي یہ بھي ھوتا ھے کہ جب حقیقت معلوم ھو جاتی ھے تو زبان بند ھو جاتی ھے - آن را کہ خبر شد خبرش باز نہ آمد

اس نکتہ کو سمجھانے کے لئے وہ ایک خاص تشبیہ اکثر استعمال کرتے ھیں -

कह कबीर गूंगे गुड़ खाया, पूछे तो क्या कहिए।

کہ کبیر گونگے گڑ کھایا پوچھے تو کیا کہئے

شیخ ابراھیم ذوق نے اس کو دوسري طرح کہا ھے —

بیان درد محبت جو ھو تو کیونکر ھو
زبان دل کے لئے ھے ' نہ دل زبان کے لئے

کبیر صاحب کي زبان عوام کي زبان تھي - وہ جو کچھ کہتے تھے عوام کي زبان میں کہتے تھے - الفاظ کي صحت کي ان کو فکر نہیں - جو لفظ جس طرح عوام کي بولي میں رائج تھا اس کو اسی طرح نظم کر دیتے تھے ' اور کبھي کبھي نظم کي ضرورت سے لفظوں کو توڑ مروڑ ڈالتے تھے - مثلاً ' کبیر کو کبیّر ' کبرا ' کبیرا ' کاشي کو کاسي ' خزانہ کو کھجانا ' زمانہ کو جمانا ' زمیں کو جمي ' خطبہ کو کتبہ '

بدلي کو بدریا ، محل کو محلیا ، درویش کو درویسا ، مقام کو مکاما ، غفلت کو گپھلائي ، کتاب کو کتیب ، اُبچے کو اوپچے ، کیا کو کي آ ، وغیرہ -

بھاشا کے ماھروں کي راے ھے کہ کبیر صاحب کي زبان پچ‌میل متھائي ھے - اس میں برج بھاشا ، کھڑي بولي ، پنجابي ، راجستھاني ، سبھي کے الفاظ ملتے ھیں - انھوں نے خود کئي جگہ کہا ھے کہ میري بولی پوربي ھے - گو یہ کہنا مشکل ھے کہ پوربي سے ان کي کیا مُراد تھي مگر یہ بات تو ان کے کلام سے ظاھر ھوتي ھے کہ بھاري محاوروں اور بھاري لہجہ کا ان پر کافي اثر تھا - اس پچ‌میل متھائي کے غالباً دو سبب ھیں - اول یہ کہ کبیر صاحب پڑھے لکھے نہ تھے ، اس واسطے اُن کي زبان اور ویاکرن (صرف و نحو) میں استقلال نہ تھا - اپني طویل سیر و سیاحت میں وہ ملکوں ملکوں پھرے تھے اور ھر جگہ کے سنتوں اور درویشوں سے ان کي صحبت رھي تھي ، اس واسطے مختلف صوبوں اور ملکوں کی زبان اور لہجہ کا اثر اُنھوں نے قبول کر لیا تھا - دوسري بات یہ کہ وہ زبان کي صحت اور ویاکرن اور پنگل کے قواعد کی پروا نہیں کرتے تھے - جس موقع پر جس لفظ سے ان کا مطلب عمدہ طور سے ادا ھوتا تھا ، جہاں پر جو لفظ جس شکل میں اُن کي شاعری میں کھپ جاتا تھا وھاں وہ اس کو بے تکلف استعمال کر جاتے تھے - اُن کو اپنے خیالات کے اظہار سے مطلب تھا ، نہ عروض کے قاعدوں سے ، نہ گرامر کے ضبط سے -

شعر مي گویم به از آب حیات
من نه دانم فاعلاتن فاعلات

فارسی عربي کے الفاظ تو چند کوي کے یہاں بھي ملتے هیں - کبیر کے زمانه میں مسلمانوں کو هندوستان میں آئے هوئے کئي صدیاں گذر چکي تهیں' اور روزمرہ کے کاروبار میں سیکڑوں الفاظ فارسي عربي کے رائج تھے - کبیر صاحب ان الفاظ کو بے دھڑک استعمال کرتے هیں -

औगुन किये तो बहु किये, करत न मानी हार, (۱)
भावै बंदा बकसिये, भावै गरदन मार।

اَوگُن کئے تو بهو کئے کرت نه مانی هار
بھاوے بندہ بکسئے* بھاوے گردن مار

[گناہ تو بہت کئے اور کرتے هوئے هار نه ماني'
چاھے بندہ کو بخشئے چاھے گردن مارئے -]

चलन चलन सब कोई कहैं, मोहे अंदेसा और, (۲)
साहब से परिचय नहीं, पहुंचेंगे कोहि ठौर।

چلن چلن سب کوئي کہیں موھے اندیسا† اور
صاحب سے پریچے نہیں پہونچینگے کوھي ٹھور

[چلنے کو سب لوگ کہتے هیں' مجھے اور هي اندیشه هے - صاحب سے جان پہچان تو هے نہیں' کیسے پہونچینگے -]

---

* بکسئے = بخشئے

† اندیسا = اندیشه

पद जोड़े साखी कहे, साधन परि गई रवस, (३)
काढ़ा जळ पीवे नहीं, काढ़ पियन की ह्वस।

پد جوڑے ساکھي کہے سادھن پري گئي رَوَس
کاڑھا جل پیوے نہیں کاڑھ پین کي هَوَس *

[پد جوڑتا هے' ساکھي کہتا هے' اس کي عادت پڑ گئي هے - بھرا هوا پاني نہیں پیتا' بھر کر پینے کي هوس هے -]

आब गई आदर गया, नैनन गया सनेह, (४)
ये तीनों तब ही गये, जबहीं कहा कुछ देह।

آب † گئي آدر گیا نینن گیا سنیه
یه تینوں تب هي گئے جب هي کہا کچھ دیه

[آبرو گئي' عزت گئي' آنکھوں سے مروت گئي - جب کسي سے کچھ مانگا تو یه تینوں چیزیں جاتي رهیں -]

अकिल अरस से उतरी, बिधना दीन्हीं बांट। (५)

اَکل ‡ اَرَس § سے اوتري بدھنا دینھي بانٹ

[عقل عرش سے اُتري - خدا نے بانٹ دي -]

बंदे को इतनी घनी, पड़ा रहे दरबार। (६)

---

* هَوَس = هوس † آب = آبرو
‡ اَکل = عقل § ارس = عرش

بندے کو اتني گھني پڑا رهے دربار

[بندہ کو اتنا بہت هے کہ دربار میں پڑا رهے -]

जुआ, चोरी, मुखबिरी , ब्याज, घूस, परनार ,   (۷)
जो चाहे दीदार को , एतु बस्तु बिनार ।

جوا چوري مُخبري بیاج گھوس پر نار
جو چاهے دیدار کو ایتو بستو بنار

[جوا' چوري' مُخبري' سود' رشوت' دوسرے کي عورت' اگر دیدار چاهتا هے تو اِن چیزوں کو چھوڑ دے -]

औगुन मेरे बापजी , बकस गरीब नवाज ,   (۸)
जौ मैं पूत कपूत हूं , तऊ पिता की लाज ।

آوگن میرے باپ جي بکس* گریب نواج†
جو میں پوت کپوت هوں تو ُو پتا کي لاج

[اے باپ جي' تم غریب نواز هو' میرے گناهوں کو بخش دو - اگر میں ناخلف لڑکا هوں تب بھي باپ هي کو اِس کي شرم هے -]

کبیر صاحب کبھي کبھي اُلٹي پلٹي باتیں بھي کہہ جاتے تھے - چوھا بلي کو کھا گیا' سمندر لہر میں سما گیا' وغیرہ - ان کي شاعري میں اس رنگ کو اُلٹوانسي کہتے هیں - اس کے معني لوگ اپني اپني سمجھ کے مطابق لگاتے هیں - اُلٹوانسي کي ایک مثال یہ هے —

---

* بکس = بخش   † گریب نواج = غریب نواز

देखो लोगो हरि की सगाई,
माय धरे पति धिये संग जाई।
सास ननद मिलि अदल चलाई,
मादर या गृह बेटी जाई।
हम बहनोई राम मोर सारा,
हम हैं बाप, हरि पुत्र हमारा।
कहे कबीर हरि के बूता,
राम रमै ते कुकरी के पूता।

دیکھو لوگو ھري کي سگائي
مائے دھرے پت دھئے سنگ جائي
ساس نَنَد مل ادل چلائي
مادر یا گرہ بیٹي جائی
ھم بھنوئي رام مور سارا
ھم ھیں باپ ھري پتر ھمارا
کھی کبیر ھري کے بوتا
رام رمے تے کُکري کے پوتا

ان سب باتوں کو مان کر اور ان نقائص کو قبول کرنے کے بعد بھي یہ کہنا پڑتا ھے کہ چاھے معترض کا یہ اعتراض تھیک ھو کہ کبیر صاحب کي شاعري میں شیریني اور رس نہیں ھے' مگر ان کا کلام اس بات کا شاھد ھے کہ وہ فطري اور قدرتي شاعر تھے - ان کا کلام دل سے نکلتا ھے اور دل میں بیتھہ جاتا ھے - اور شاعري کا اصلي مآل یہي ھے - میں اپنے اس بیان کے ثبوت میں چند نمونے پیش کرتا ھوں -

मुखड़ा क्या देखे दिरपन में, तेरे दया धरम नहिँ तन में, (१)
आमकी डार कोइलिया बोले, सूदना बोले बन में,
घरबारी तो घर में राजी, फक्कड़ राजी बन में,
ऐंठी धोती पाग लपेटी, तेल चुआ जुलफन में,
गली गली की सखी रिझायें, दाग लगाया तन में,
पत्थर की एक नाव बनाई, उतरा चाहे छन में,
कहे कबीर सुनो भई साधो, वह क्या चढ़ें रन में।

مکھڑا کیا دیکھے درپن میں تیرے دیا دھرم نہیں تن میں
آم کي ڈار کوئلیا بولے سودنا بولے بن میں
گھر باري تو گھر میں راجی پھکّڑ راجي بن میں
اینٹھي دھوتي پاگ لپیٹي تیل چوا جُلپھن میں
گلی گلي کي سکھي رجھائیں داگ لگایا تن میں
پتھر کي ایک ناؤ بنائي اُترا چاهے چھن میں
کھے کبیر سنو بھئي سادھو وہ کیا چڑھیں رن میں

[اپنا منھ آئینہ میں کیا دیکھتا ھے؟ تیرے تن میں دیا دھرم نہیں ھے - آم کی ڈال پر کوئل بولتی ھے، طوطا جنگل میں بولتا ھے، گھر والے گھر میں راضی ھیں، پھکڑ جنگل میں راضی ھیں - اینٹھی دھوتي باندھے ھے، پگڑي لپیٹے ھے، اور زلفوں میں تیل ڈالے ھے، گلی گلی عورتوں کو رجھا کر اپنے تن میں داغ لگاتا ھے - پتھر کي ناؤ بناکر ایک لمحہ میں پار اُترنا چاھتا ھے - کبیر کہتا ھے کہ ایسے لوگ کیا رن پر چڑھینگے!]

समझ देख मन मीत पियरवा, आसिक होके सोना क्या रे ? (۲)
रूखा सूखा गम का टुकड़ा, मीठा और सलोना क्या रे ?
पाया हो तो दे ले प्यारे, पाय पाय कै खोना क्या रे ?
जिन आंखिन में नींद घनेरी, तकिया और बिछौना क्या रे ?
कहे कबीर सुनो भई साधो, सीस दिया तब रोना क्या रे ?

سمجھ دیکھ من میت پیروا آسک ھوکے سونا کیا رے
روکھا سوکھا گم کا ٹکڑا میٹھا اور سلونا کیا رے
پایا ھو تو دے لے پیارے پائے پائے کے کھونا کیا رے
جن آنکھن میں نیند گھنیري تکیه اور بچھونا کیا رے
کہے کبیر سنو بھئي سادھو سیس دیا تب رونا کیا رے

[اے میرے پیارے دوست ' عاشق ھوکر سونا کیا ؟
غم کا روکھا سوکھا ٹکرا ملتا ھے تو اس میں میٹھا اور
نمکیں کیا ؟ جو پایا ھو تو دے لے ' پیارے - پاکر پھر کھونا
کیا ؟ جب آنکھوں میں نیند گھري ھے تو تکیه اور بچھونا کیا ؟
کبیر کہتے ھیں کہ جب سر دیا تو رونا کیا -]

सुंदर देह देखि जिन भूळो, झपट लेट जस बाज बटेरा, (۳)
यह देहि को गरभ न कीजे, उड़ पंछी जस लेत बसेरा,
या नगरी में रहन न पैहो, जो रहि जाग न दुख घनेरा,
कहें कबीर सुनो भई साधो, मानुष जनम न पैहो फेरा।

سندر دیه دیکھ جن بھولو جھپٹ لیت جس باج بٹیرا
یه دیھي کو گرب نه کیجے اڑ پنچھی جس لیت بسیرا
یا نگري میں رھن نه پیھو کوئي رھي جاگ نه دکھ گھنیرا

کہیں کبیر سنو بھئي سادھو مانکھ، جنم نہ پیہو پھیرا

[خوبصورت جسم پر نہ بھولو - جس طرح باز بٹیر
کو جھپٹ لیتا ھے اسي طرح موت تم کو جھپٹ لیگي -
اس بدن پر غرور مت کرو ' جس طرح پنچھي اُڑکو
بسیرا لیتا ھے اسي طرح جان تن سے نکل جاویگي -
اس شہر میں رھنے نہ پاؤگے ' اس میں دُکھ بہت ھے -
کبیر کہتے ھیں کہ آدمي کا جنم پھر نہ پاؤگے -]

(۴)

गुड़िया गुड़वा सूप सुपलिया,
तजि दै सुध लरिकइयां खेलन की।
देवता पितर भवैयां भवानी,
यह मारग चौरासी चलन की।
ऊंचा महल अजब रंग बंगला,
साईं सेज वहां लागी फूलन की।
तन मन धन सब अरपन करि,
ध्यान सुरत सम्हारो परो पइयां सजन की।
कह कबीर निर्भय हो हंसा,
कुंजी बतादेउं ताला खोलन की।

گُڑیا گڑوا سوپ سپلیا تج دے بدھ، لرکیاں کھیلن کي
دیوتا پتر بھویاں بھواني یہ مارگ چوراسي چلن کي
اونچا محل عجب رنگ بنگلا سائیں سیج وھاں لاگي پھولن کی
تن من دھن سب آرپن کر وھاں سرت سمھارو پرو پیاں سجن کي
کہ کبیر نِربھے ھو ھنسا کنجي بتا دیوں تالا کھولن کي

[گڑیا، گڈا ، سوپ، سپلیا، یہ بچپن کے کھیل ھیں -
ان کو چھوڑ دے - دیوتا پتر بھواني ان کا راستہ چوراسی
چلن کا یعني آواگوں کا راستہ ھے - اونچا محل عجیب
رنگ کا بنگلا ھے، وھاں پھولوں کي سیج مالک کے واسطے
لگي ھے - تن من دھن سب قربان کرکے اپنے محبوب کے
پاؤں پڑوں گا - کبیر کہتے ھیں اے جیو آتما، خوف نہ کر،
میں تجھ کو قفل کھولنے کي کنجي بتا دوں گا -]

(۸) کبیر پنتھ

میں نہیں سمجھتا کہ کبیر صاحب کا منشا تھا کہ وہ کوئي نیا مذہب جاري کریں یا کسي نئے فرقے کی بنا ڈالیں' مگر اس وقت ہندوستان میں ایک گروہ ان کے نام سے نامزد ہے اور کبیر پنتھ کہلاتا ہے - مگہر میں کچھ مسلمان اس وقت تک کبیر پنتھ میں شریک ہیں' مگر ان کو چھوڑ کر اور سب کبیر پنتھي ہندو ہیں' اور شمالی ہندوستان اور صوبجات متوسط میں پھیلے ہوئے ہیں - کبیر صاحب ذات پات کے سخت مخالف تھے' اور کبیر پنتھیوں کے گروہ میں بڑي تعداد ان ذاتوں کي ہے جو ہمارے ملک میں "نیچ ذات" کے نام سے پکاري جاتي ہیں - ان میں دنیادار بھي ہیں اور بیراگي فقیر بھي - مردم شماري کي رپورٹ میں ان کي تعداد نو دس لاکھ بیان کي گئي ہے - کبیر پنتھیوں کي دو بڑي گدیاں ہیں - بنارس میں کبیر چورا وہ مقام ہے جہاں کبیر صاحب تعلیم دیا کرتے تھے - یہاں پر ایک مَٹھ بنایا گیا ہے' اس کے مندر میں ایک کھڑاؤں رکھي ہے اور اس کے اندر پانچ مہنتوں کي سمادھیں ہیں - اس کے قریب ایک احاطہ ہے جس میں بیراگي عورتیں رہتي ہیں اور مائي لوگ کہلاتي ہیں - کہا جاتا ہے کہ اس احاطہ کي زمین پر کسي زمانہ میں نیرو کا مکان تھا - یہاں ہر سال جنوری کے مہینے میں میلا ہوتا ہے اور کبیر پنتھیوں کا ایک بڑا گروہ

کبیر چورے کے مہنتوں کو اپنا پیشوا سمجھتا ھے - دوسري گدی جبلپور کے قریب باندوگڑھ میں تھي جو اب دھام کھیرے کو منتقل ھو گئي ھے - اس گدی کے قائم کرنے والے کبیر صاحب کے چیلے دھرم داس تھے - روایت ھے کہ کبیر صاحب سے اور ان سے پہلے پہل بنارس میں ملاقات ھوئي - کبیر صاحب نے مورت پوجنے پر ان کو لعنت ملامت کی ' اس کے بعد برندابن میں ملاقات ھوئي ' اور اس مرتبہ جس مورتي کي پوجا دھرم داس کر رھے تھے اس کو کبیر صاحب نے اُتھا کو دریا میں پھینک دیا - تیسري مرتبہ باندوگڑھ میں ملاقات ھوئی - دھرم داس بنئے تھے - کبیر صاحب نے ان کو پھر برا بھلا کہا ' اور پوچھا کہ جن پتھروں سے تم اپنے ترازو کے بانت بناتے ھو انھیں پتھروں کي مورتیوں کو کس طرح پوجتے ھو ؟ اس مرتبہ کبیر صاحب کي نصیحت کا کچھہ ایسا اثر ھوا کہ دھرم داس اور ان کي بیوی دونوں کبیر صاحب کے چیلے ھو گئے - باندوگڑھ کی گدي کے مہنت انھیں دھرم داس کي اولاد ھیں - کبیر پنتھیوں کي دس اور گدیاں ھیں جو مختلف مریدوں نے قائم کی ھیں -

کبیر صاحب کرم کانڈ کے مخالف تھے - وہ بھکتي کے معتقد تھے ' اور بھکتي کو ایک روحاني جذبہ سمجھتے تھے - ظاھری نمائش کے تماشوں اور رسم و رواج کے قیود سے قطعي بے نیاز تھے ' مگر کبیر پنتھي ایک پنتھہ یا گروہ کي حیثیت سے انھیں قیود میں گرفتار ھیں - وسکٹ صاحب اپني کتاب کے چھٹے باب میں دو چیزوں کا خاص طور سے ذکر کرتے ھیں ' ایک

چرنامرت ، دوسرے پروانہ - چرنامرت وہ پانی ہے جس سے مہنت کے پاؤں دھوے جاتے ہیں - اس پانی سے مٹی سانی جاتی ہے اور اس کی گولیاں بناکر مریدوں کو تقسیم کی جاتی ہیں - پروانہ پان کے ایک ٹکڑے کا نام ہے - رات کو اوس جمع کی جاتی ہے اور اس اوس سے مہنت جی پان کے پتوں پر ایشور کا نام لکھتے ہیں - یہ پان متبرک خیال کئے جاتے ہیں اور ان کے چھوٹے ٹکڑے معتقدین کو تقسیم کئے جاتے ہیں - اسی طرح کے اور رسم و رواج ہیں جن کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی - وسکٹ صاحب نے ان کو اپنی کتاب میں وضاحت سے بیان کیا ہے -

کبیر صاحب کی جو کچھہ قدر و منزلت ہے ، ان کا جو درجہ ہندوستان کی تاریخ اور ہندو مذہب کے ارتقا میں ہے ، وہ اس وجہ سے نہیں کہ کبیر پنتھہ کے نام سے ایک فرقہ ان کے مریدوں کا قائم ہے بلکہ اس وجہ سے کہ شمالی ہندوستان کے ہندؤوں میں ان کی تعلیم کے اثر سے چند ایسے مذہبی اور سوشل اصولوں کی اشاعت ہوئی جن کی ہندؤوں کو سخت ضرورت تھی - کبیر صاحب نے قدما کے طریق سے ہٹ کر نئے خیالات کا اظہار کیا ، اور جن پرانی باتوں کو وہ برا اور مضر سمجھتے تھے ان کی انھوں نے ڈنکے کی چوٹ مذمت کی - انھوں نے ہندو مسلمانوں کے اختلافات دور کرنے کی کوشش کی اور گو وہ اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوے تاہم وہ آیندہ کے واسطے ایک ایسی مثال قائم کر گئے جو ہمارے زمانہ میں محبان وطن کے لئے چراغ ہدایت کا کام دے سکتی ہے -

(9) کتابوں کي فہرست

اگر کبیر صاحب اور کبیر پنتھ کے متعلق مزید تحقیقات کا شوق ہو تو یہ کتابیں پڑھئے: —

(۱) آدي گرنتھ - سکھوں کي مقدس کتاب هے - اس میں گورو نانک صاحب کے علاوہ دوسرے بزرگوں کا کلام بھي درج هے - کبیر صاحب کا بہت کچھ کلام اس میں ملتا هے -

(۲) بیجک - کبیر صاحب کے کلام کا مجموعہ هے - اس کے کئي ایڈیشن هیں - سب سے مشہور وہ ایڈیشن هے جس کو مہاراجہ وشو ناتھ سنگھ والئي ریواں نے تالیف کرکے نولکشور پریس لکھنؤ سے شائع کرایا تھا - اس میں کبیر صاحب کے کلام کی شرح بھي درج هے اور اس کو هندو مذهب کے مطابق ثابت کرنے کي کوشش کي گئي هے - پادری احمد شاہ نے ایک ایڈیشن سنہ ۱۹۱۱ ع میں همیرپور سے شائع کیا تھا -

(۳) کبیر کسوٹي - کبیر پنتھ کے پانچ بزرگوں کي تصنیف هے - کتابي باتوں کے علاوہ اس میں وہ احوال بھي درج هیں جو کبیر پنتھیوں میں

سینہ بسینہ چلے آتے ہیں - کبیر کسوتي سنہ 1885
میں بمبئي میں چھپي تھي -

(۴) کبیر بچناولي - مرتبہ پنڈت ایودھیا سنگھ جي اُپادھیاے - یہ کتاب بنارس کي ناگري پرچارني سبھا کي طرف سے منورنجن پستک مالا سیریز میں شائع ہوئي ھے - اس میں ۱۱۲ صفحوں کا ایک بسیط مقدمہ ھے اور باقي کتاب میں کبیر صاحب کا کلام درج ھے -

(۵) کبیر گرنتھاولي - مرتبہ بابو شیام سندر داس جي بي' اے - یہ کتاب بنارس کي ناگری پرچارني سبھا کی گرنتھ مالا سیریز میں شائع ہوئی ھے - اس میں ۷۱ صفحہ کا ایک مقدمہ ھے اور اس کے بعد کبیر صاحب کا کلام درج ھے -

(۶) نورتن - مرتبہ پنڈت گنیش بہاري مسر' پنڈت شیام بہاري مسر اور پنڈت سکدیو بہاري مسر - اس کتاب میں ھندي کے نو مشہور شاعروں کا ذکر ھے اور کبیر داس کے حالات معہ ان کے کلام کے نمونوں کے درج ھیں -

(۷) کَوِتا کَومُدي - مصنفہ پنڈت رام نریش تری پاٹھی (ھندی مندر' پریاگ) - اس کتاب کے پانچ حصے ھیں - پہلے حصہ میں پرانے ھندی شاعروں کا بیان ھے'

اور اسي سلسله میں کبیر صاحب کا بھي ذکر ھے -
دوسرا حصه هندي کے نئے شعرا کے معتلق ھے '
تیسرے حصه میں سنسکرت ' اور چوتھے میں
اُردو شعرا کا تذکرہ ھے - پانچویں حصے میں
دیہات کے گیتوں کا دلچسپ مجموعه ھے -

(۸) آئین اکبري - کے دفتر دوم میں صوبه بنگال کے
تحت میں کٹک کا بیان ھے ' اسي سلسله میں
کبیر صاحب کا ذکر بھي آ گیا ھے -

(۹) دبستان مذاھب - مصنفه محسن فاني ' مطبوعه
نولکشور پریس لکھنو سنه ۱۸۸۱ ع - اس کتاب
میں مختلف مذاھب کا مفصل بیان ھے - مثلاً
پارسي ' هندو ' یہود ' نصاریٰ ' اسلام ' وغیرہ - اس میں
ویشنوں کے ذیل میں بیراگیوں کا حال لکھا ھے
اور اسی سلسله میں کبیر صاحب کے حالات
بیان کئے ھیں -

(۱۰) خزینةالاصفیا - مصنفه مولوي غلام سرور - سنه
۱۸۶۸ع میں لاھور سے شائع ھوئي تھي -

(۱۱) بھگت مال - یه کتاب کئي سو برس ھوئے
نابھاجي نے لکھي تھي - سوامي پریه داس نے اس
کي شرح لکھی - اس کے کئي ترجمے اردو میں
ھوئے - رائے تلسي رام کا ترجمه نولکشور پریس

لکھنو سے شائع ہوا ھے - اس میں سیکڑوں بھکتوں
اور سنتوں کے حالات درج ھیں -

(۱۲) رھنمایان ھند - مترجمه بابو نارایں پرشاد ورما
صاحب مہر تخلص - یه کتاب ایک انگریزي کتاب
پرافتس آف انڈیا (Prophets of India) کا ترجمه
ھے - انجمن ترقي اردو اورنگ آباد دکن نے سنه
۱۹۰۴ ع میں اسے چھوایا تها - اب کمیاب ھے -

(۱۳) کبیر صاحب اور اُن کي تعلیم - از بابو شیوبرت
لال ورمن صاحب ام اے ، رفاه عام استیم پریس
سنه ۱۹۰۸ ع -

(۱۴) کبیر جنم ساکھي - مؤلفه منشي محمد جلیل
صاحب انصاري شاهجهاں پریس دهلي سنه ۱۹۲۵ع -
مگہر میں کبیر صاحب نے وفات پائي تهي -
مؤلف نے اس مقام کو خود جاکر دیکھا ھے اور
وهاں کے چشم دید حالات لکھے ھیں -

(۱۵) هوریس هیمن ولسن (Horace Hayman Wilson)
ایک مشہور انگریزي مستشرق ھے - اُنیسویں صدي کے
شروع میں ایسٹ انڈیا کمپني کا نوکر ہوکے کلکته
آیا اور مختلف عہدوں پر تعینات رھا ، سنسکرت
زبان سیکھي اور بنگال کي ایشیاٹک سوسائٹی کا
بیس برس تک سکریٹري رھا - اس نے ھندؤوں کے

مذهب اور سنسکرت علوم کے متعلق مختلف مضامین اور کتابیں لکھیں - ان میں سے ایک کا نام هے ایسیز اینڈ لکچرز آن دي رلیجن آف دی هندوز (Essays and Lectures on the Religion of the Hindus) اس میں ایک مستقل باب کبیر پنتھیوں کے متعلق هے -

(۱۶) جرمني میں ایک سلسلہ تصانیف انسائکلوپیڈیا آف انڈو آرین ریسرچ (Encyclopedia of Indo-Aryan Research) کے نام سے شائع هوتا تها - اسي سلسلہ میں سر رام کرشن گوپال بهنڈارکر کي ایک تصنیف ویشنوازم شَیوازم اینڈ آدر مائنر رلیجس سستمس (Vaishnavism, Shaivism, and other Minor Religious Systems) کے نام سے شائع هوئي هے - اس کے اُنیسویں باب میں کبیر صاحب کا بیان هے -

(۱۷) سر ولیم هنٹر کي تصنیف دی انڈین امپائر - (The Indian Empire) اس میں کئی باب هندؤوں کے عقائد و فرائض اور هندو مذهب کے ارتقا کے متعلق هیں -

(۱۸) کبیر اینڈ دی کبیر پنتھ - (Kabir and the Kabir Panth) مصنفہ ریورنڈ جي ' ایچ '

وسکت - مطبوعہ کرائسٹ چرچ مشن، کانپور - سنہ ۱۹۰۷ع -

(۱۹) دی بیجک آف کبیر (The Bijak of Kabir) مرتبہ ریورنڈ احمد شاہ مطبوعہ ھمیرپور سنہ ۱۹۱۷ ع -

(۲۰) کبیر داس اور اُن کي شاعري از منشي یوسف حسین مطبوعہ رسالہ "اردو" جنوري سنہ ۱۹۳۰ع -

-- تمام شد --

اِنڈکس

صفحہ

(ا)

(ر)

صفحہ

(م)

(ن)

صفحہ

(ھ)

اِلہ‌آباد — منروا پریس — دریاآباد